سلسلہ : رسائلِ فتاوی رضویہ

جلد: ساتویں

رسالہ نمبر 4

اجتناب العمال عن فتاوی الجہّال (۱۳۱۶ھ)

(قنوت نازلہ پڑھنے کے بارے میں ایک فتوٰی کا رد)

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

اجتناب العمال عن فتاوی الجھال

(قنوت نازلہ پڑھنے کے بارے میں ایک فتوی کا رد)

مسئلہ ۱۰۸۹تا۱۰۹۵: از شہر دمن عملداری پر تگیز مرسلہ ضیاء الدین صاحب ۲۶/جمادی الاُخری ۱۳۱۶ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید وہابی نے اول چند رسائل عقائد وہابیت و گستاخی شان مع۔ظمان دین پر مشتمل طبع کئے جس پر علمائے بمبئی وغیرہ نے ۱۳۱۳ھ میں اس کی وہابیت پر فتوی دیا اس نے باصرار جماعت اہلسنت مجبور ہوکر اپنے تحفظ کے لئے ربیع الاول ۱۳۱۴ھ اس وقت ایک پرچہ باظہار توبہ چھاپ کر شائع کردیا جب اہلسنت اس کی طرف سے مطمئن ہوگئے تواس نے اپنے اُسی زمانہ سابق وہابیت کی تحریرات سے ایک تحریر حال کی بتاکر ظاہر کی جس کا تاریخی نام "ضروری سوال" لکھاہے جس سے وہی ۱۳۱۳ھ پیدا ہے اگرچہ آخر میں ۱۳۱۵ھ لکھ دیاہے اس تحریر پر وہ طالب مباحثہ ہے اور چند شرائط بحث لکھے ہیں وہ تحریر خاص اس کے قلم کی لکھی ہوئی مع توبہ نامہ و شرائط مباحثہ حضرات علمائے اہلسنت کے ملاحظہ میں حاضر کرکے چند امور کا استفسار ہے:

(۱) اس تحریر میں جو حکم اس نے قرار دیا کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا وقت فتنہ وفساد وغلبہ کفار جائز وباقی وغیر منسوخ ہے اور باقی کسی سختی مثل طاعون و وبا وغیرہ کے وقت جائز نہیں، یہ حکم تفصیلی ہمارے ائمہ کا ہے یااس کا اپنا اختراع ہے۔

(۲) طاعون یا وبا کے لئے قنوت ماننے کو کذب وبہتان بتانا علمائے کرام وفقہائے اعلام کی شان میں گستاخی ہے یانہیں؟

(۳) اس تحریر کے مضامین والفاظ وطرز بیان واملاوانشا سے اس شخص کا بے علم وجاہل و منصب فتوی کے نا قابل ہو ناظاہر ہے یا نہیں۔

(۴) اگر ظاہر ہے تو نااہل کو مفتی بننا حلال ہے یا حرام اور اس کے فتوے پر عوام کو اعتماد چاہئے یا نہیں؟

(۵) اس نے اس تحریر میں جو سندیں تقریر میں لکھی ہیں اگر ان سے اس کا مطلب ثابت نہیں تو آیا یہ امر صرف اس کی جہالت وبے علمی سے ہے یا کہیں بد دیانتی اور عوام کو فریب دہی بھی پیدا ہوتی ہے؟

(۶) جو اس تحریر ضروری سوال کو صحیح ودرست بتائے وہ جاہل و نافہم ہے یا نہیں؟

(۷) شرائط مباحثہ جو اس نے لکھے ہیں وہ اس کے اگلے اشتہار توبہ کے خلاف ہیں یا نہیں اور اس سے اس کی قدیم وہابیت کی بو پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟

بیّنوا توجروا۔

الجواب:

اللھم لك الحمد تحریرات مذکورہ نظر سے گزریں، ضروری سوال میں جو حکم اختیار کیا محض خلاف تحقیق ہے ہمارے ائمہ کرام کی تصریحات کتب متون دیکھئے تو عموماً یہ ارشاد ہے کہ غیر وتر میں قنوت نہیں ان میں وقت غلبہ کفار کا بھی کہیں استثناء نہیں اور اگر تحقیقات جمہور شارحین پر نظر ڈالئے تو مطلقاً نازلہ کے لئے قنوت لکھتے ہیں خاص فتنہ وغلبہ کفار کی ہر گز قید نہیں لگاتے۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے:

قال الحافظ ابوجعفر الطحاوی انما لایقنت عندنا فی صلٰوۃ الفجر من غیر بلیۃ فاذا وقعت فتنۃ او بلیۃ فلاباس بہ[1]۔	یعنی امام ابو جعفر طحاوی نے فرمایا نماز فجر میں ہمارے یہاں قنوت نہ ہونا اس وقت ہے کہ کوئی بلاومصیبت نہ ہو جب کوئی فتنہ یا کسی قسم کی بلاواقع ہو تو نماز صبح میں قنوت پڑھنا مضائقہ نہیں۔

شرح نقایہ برجندی میں ہے: **فی الملتقط قال الطحاوی فذکر نحوہ**[2] یعنی امام ناصر الدین محمد سمر قندی نے ملتقط میں امام طحاوی کا قول مذکور نقل فرمایا۔ بحر الرائق میں ہے:

وفی شرح النقایۃ معزیا الی الغایۃ وان نزل بالمسلمین نازلۃ قنت الامام[3] الخ۔	یعنی علامہ شمنی نے شرح نقایہ میں بحوالہ غایہ امام سروجی بیان کیا کہ اگر مسلمانوں پر (معاذ اللہ) کوئی سختی آئے تو امام قنوت پڑھے الخ

[1] غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی صلٰوۃ الوتر مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۲۰

[2] شرح نقایہ برجندی فصل الوتر مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۱۳۰

[3] بحر الرائق شرح کنز الدقائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۴

منحۃ الخالق میں ہے:

كذا فی شرح الشيخ السمعيل لكنه عزاه الى غاية البيان ولم اجد المسألة فيها فلعله اشتبه عليه غاية السروجی لغاية البيان لكنه نقل عن البناية مانصه اذا وقعت نازلة قنت الامام فی الصلٰوة الجهرية وقال الطحاوی لايقنت عندنا فی صلٰوة الفجر فی غير بلية اما اذا وقعت فلاباس به[4] ھ	یعنی اسی طرح پر مسئلہ شرح شیخ اسمٰعیل للدرر والغرر میں ہے انہوں نے اسے غایۃ البیان علامہ اتقانی کی طرف نسبت کیامگر مجھے غایۃ البیان میں نہ ملا، شاید غایہ سروجی سے اشتباہ ہوا لیکن اس نے بنایہ سے نقل کیا جس کی عبارت یہ ہے، جب کوئی سختی آئے توامام جہر نماز میں قنوت پڑھے، اور طحاوی نے فرمایا ہمارے نزدیک فجر میں بغیر مصیبت نہ پڑھے تاہم جب مصیبت نازل ہو توحرج نہیں اھ (ت)

اور انہیں نے غایہ امام عینی سے نقل کیاکہ جب کوئی سختی واقع ہو امام قنوت پڑھے اور امام طحاوی کا وہی ارشاد ذکر فرمایا۔ اُسی میں ہے:

(قوله ولهما انه منسوخ) قال العلامة نوح اُفندی هذا علی اطلاقه مسلم فی غير النوازل واما عند النوازل فی القنوت فی الفجر فينبغی ان يتابعه عند الكل لان القنوت فيها عند النوازل ليس بمنسوخ علی ماهو التحقيق كمامر[5] الخ۔	یعنی علامہ نوح آفندی نے فرمایا: جب حنفی کسی شافعی کے پیچھے نماز فجر پڑھے توبغیر کسی نازلہ کے قنوت میں اس کا اتباع نہ کرے کہ وہ ہمارے نزدیک منسوخ ہے لیکن بلاؤں کے وقت صبح میں ہمارے سب اماموں کے ہاں مقتدی کو باتباع امام قنوت پڑھنا چاہئے کہ تحقیق یہی ہے کہ سختیوں کے وقت نماز صبح میں قنوت منسوخ نہیں۔

اشباہ والنظائر میں ہے:

فی فتح القدير ان مشروعية القنوت للنازلة مستمرة لم تنسخ[6]۔	یعنی فتح القدیر میں ہے کہ سختی کے لئے قنوت پڑھنے کی شرعاً اجازت برابر چلی آئی ہے منسوخ نہ ہوئی۔

اُسی میں ہے:

ذكر فی السراج الوهاج قال الطحاوی[7] الخ	سراج الوہاج میں امام طحاوی کا وہ ارشاد ذکر کیاکہ کوئی بلاآئے توقنوتِ فجر میں حرج نہیں۔

[4] منحۃ الخالق علی بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۴

[5] منحۃ الخالق علی بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۵

[6] الاشباہ والنظائر فائدہ فی الدعاء لرفع الطاعون مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ۲/ ۶۲۔۲۶۱

[7] الاشباہ والنظائر فائدہ فی الدعاء لرفع الطاعون مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ۲/ ۶۳۔ ۲۶۳

مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں غایہ سروجی کا کلام نقل کرکے مثل علامہ ابراہیم حلبی شارح منیہ فرمایا:

فتکون مشروعیة مستمرة وھو محمل قنوت من قنت من الصحابة رضی اللہ تعالٰی عنھم بعد وفاته صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وھو مذھبنا وعلیه الجمھور وقال الامام ابوجعفر الطحاوی رحمه اللہ تعالٰی[8] الخ	یعنی سختیوں کے وقت قنوت کا مشروع ہونا باقی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے بعد وفات اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو قنوت پڑھی اس کا موقع یہی ہے یعنی سختی کے وقت پڑھتے تھے، ہمارا دور جمہور ائمہ کا یہی مذہب ہے، امام طحاوی فرماتے ہیں کوئی فتنہ یا بلا ہو تو قنوت میں مضائقہ نہیں۔

حاشیہ مراقی السید الطحاوی میں ہے:

قوله وھو محمل الخ ای حصول نازلة قوله وھو مذھبنا ای القنوت للحادثة[9]۔	اس کا قول، وہ موقع ہے الخ، یعنی سختی کے وقت۔ اس کا قول، وہ ہمارا مذہب ہے یعنی کسی سختی کے واقع پر۔ (ت)

درمختار میں ہے: لایقنت لغیرہ الالنازلة[10]۔ (یعنی وتر کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے مگر کسی سختی کے لئے۔) فتح اللہ المعین حاشیہ کنز للعلامۃ السید ابی السعود الازہری میں امام طحاوی کا ارشاد مذکور کہ کسی بلاکے وقوت قنوت فجر میں حرج نہیں نقل کرکے فرمایا:

وظاھرہ انه لوقنت فی الفجر لبلیة انه یقنت قبل الرکوع[11] حموی۔	یعنی علامہ سید احمد حموی نے فرمایا امام طحاوی کے اس ارشاد سے ظاہر یہ ہے کہ اگر کسی بلاکے سبب نمازِ فجر میں قنوت پڑھے تو رکوع سے پہلے پڑھے۔

طحطاوی حاشیہ در میں ہے:

قال العلامة نوح بعد کلام قدمه فعلی	یعنی علامہ نوح نے ایک کلام ذکر کرکے فرمایا تو اس

[8] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب الوتر واحکامہ مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۲۰۷

[9] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب الوتر واحکامہ مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی

[10] درمختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۴

[11] فتح اللہ المعین باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۵۲

ھذا لایکون القنوت فی صلٰوۃ الفجر عند وقوع النوازل منسوخا بل یکون امرا مستمرا ثابتا ویدل علیہ قنوت من قنت من الصحابۃ بعدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیکون المراد بالنسخ نسخ عموم الحکم لانسخ نفس الحکم قال فی الملتقط قال الطحاوی الخ (ثم قال) قال بعض الفضلاء ھومذھبنا وعلیہ الجمھور[12]۔	تقدیر پر بلائیں اُترتے وقت نماز فجر میں قنوت منسوخ نہ ہوگی بلکہ باقی وثابت ہوگی اور اس کی دلیل صحابہ کا بعد نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قنوت پڑھنا ہے تو ہمارے علماء جو قنوت فجر کو منسوخ بتاتے ہیں اس کی مراد یہ ہے کہ سختی وغیر سختی ہر صورت میں قنوت کا عموم منسوخ ہوگیا نہ یہ کہ قنوت رہا ہی نہیں ملتقط میں ہے امام طحاوی نے فرمایا کوئی فتنہ یا بلا ہو تو فجر میں قنوت پڑھ سکتے ہیں، بعض علماء نے فرمایا یہ ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے۔

ردالمحتار میں عبارات بحر و شرنبلالی و شرح شیخ اسمٰعیل و بنایہ و اشباہ و غایہ و غنیہ ذکر کرکے فرمایا: **قنوت النازلۃ عندنا مختص بصلٰوۃ الفجر**[13] سختی کے لئے قنوت ہمارے نزدیک نماز فجر سے خاص ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

قال الخطابی فیہ دلیل علی جواز القنوت فی غیرالوتر قلت لکن یقید بما اذا نزلت نازلۃ و حینئذ لاخلاف فیہ[14]۔	یعنی نماز فرض میں قنوت خاص اس صورت میں ہے جب کوئی سختی اُترے اس وقت اس میں خلاف نہیں،

کلام یہاں مسئلہ قنوت نوازل اور اس کے اجماعی یا خلافی ہونے کے بحث میں نہیں۔

وقد تقدم عن الشرنبلالی والحلبی و نوح اُفندی والطحطاوی بنسبۃ الی الجمھور المشعرۃ بحصول خلاف و افادالامام ابن الھمام فی الفتح وتبعہ الحلبی فی الغنیۃ ان قنوت النوازل امر	پہلے شرنبلالی، حلبی، نوح آفندی اور طحطاوی سے جمہور کی نسبت گزرا جو اختلاف کی طرف مشعر ہے، امام ابن ہمام نے فتح اور حلبی نے ان کی اتباع میں غنیہ میں کہا کہ قنوت نازلہ اجتہادی معاملہ ہے اور دونوں طرف کے دلائل

[12] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۲۸۳
[13] ردالمحتار مطلب فی قنوت النازلۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۹۶
[14] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القنوت، الفصل الاول مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۳/۱۷۹

مجتهد فيه وذكر كلام النظرين۔	ذکر کئے۔(ت)

کلام اس میں ہے کہ اولاان سب عبارات میں نازلہ، بلیہ، حادثہ سب لفظ مطلق ہیں کسی میں خاص فتنہ وغلبہ کفار کی تخصیص نہیں، نازلہ ہر سختی زمانہ کو کہتے ہیں جولوگوں پر نازل ہو۔اشباہ میں ہے:

قال فی المصباح النازلة المصيبة الشديدة تنزل بالناس انتهى وفى القاموس النازلة الشديدة انتهى وفى الصحاح النازلة الشديدة من شدائد الدهر تنزل بالناس[15] انتهى	مصباح میں ہے کہ قنوت نازلہ اس وقت پڑھی جائے گی جب لوگوں پر شدید قسم کی مصیبت نازل ہو انتہی، قاموس میں ہے نازلہ کامعنی شدیدۃ انتہی، صحاح میں ہے کہ نازلہ اسے کہتے ہیں جو شدائد دہر میں لوگوں پر نازل ہوں۔انتہی(ت)

خود مصنّفِ "ضروری سوال" کو اقرار ہے کہ عندنا النازلۃ (سخت مصیبت کے وقت۔ت) کی قید سے ہر سختی سمجھی جاتی ہے بااینہمہ برخلاف اطلاقات علماء اپنی طرف سے خاص فتنہ وفساد وغلبہ کفار کی قید لگانااور کہنا کہ "ہرایک نازلہ نہیں" کلام علمامیں تصرف بیجا ہے۔

ثانیاً "میں اطلاق سے احتجاج کرتا ہوں" کلمات علماء میں صاف تعمیم موجود ہے عامہ عبارت مذکورہ دیکھئے لفظ نازلۃ یا بلیۃ نکرہ موضع شرط میں واقع ہوا کہ اگر کوئی سختی یا کسی قسم کی بلاآئے تو نماز فجر میں قنوت پڑھے یہ صراحۃً ہر مصیبت ناس کو عام ہے "لما نصوا ان النکرۃ فی حیزالشرط تعم" (کیونکہ علماء نے تصریح کی ہے کہ نکرہ شرط کے تحت ہو توعام ہوتا ہے۔ت) توزید کاان کے معنی میں وہ حکم لگادینا کلمات علماء کابگاڑنا بدلنا ہے۔

ثالثاً ابن حبان نے اپنی صحیح بالتقاسیم والانواع میں بطریق ابراہیم بن سعد عن الزہری عن سعید وابی مسلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی:

قال كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لايقنت فى صلٰوة الصبح الا ان يدعوا لقوم او على قوم[16]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نمازِ صبح میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے لئے ان کے فائدے کی دعافرماتے یا کسی قوم پر ان کے نقصان کی دعافرماتے۔

فتح القدیر وغنیہ ومرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا: وهو سند صحيح[17] یہ سند صحیح ہے۔خطیب بغدادی

[15] الاشباہ والنظائر فائدہ فی الدعاء لرفع الطاعون مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/۶۳۔۲۶۲

[16] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القنوت الفصل الثانی مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۳/۱۸۲

[17] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القنوت الفصل الثانی مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۳/۱۸۲

نے کتاب القنوت میں بطریق محمد بن عبداللہ الانصاری ثناسعید بن ابی عروبۃ عن قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لایقنت الا اذا دعالقوم اودعا علی قوم[18]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قنوت نہ پڑھتے مگرجب کسی قوم کے لئے یا کسی قوم پردعافرمانی ہوتی۔

کتب ثلٰثہ مذکورہ میں ہے: ھذا سند صحیح قالہ صاحب تنقیح التحقیق[19] یہ سند صحیح ہے صاحب تنقیح التحقیق نے اس کی تصریح کی۔ امام زیلعی نصب الرایہ میں یہ دونوں حدیثیں ذکر کرکے فرماتے ہیں:

قال صاحب التنقیح وسند ھذین الحدیثین صحیح وھما نص فی ان القنوت مختص بالنازلۃ[20]۔	یعنی صاحب تنقیح نے کہاان دونوں حدیثوں کی سند صحیح ہےاور ان میں صاف تصریح ہے کہ قنوت وقت مصیبت کے ساتھ خاص ہے۔

یہ دونوں حدیثیں بھی مطلق ہیں ان میں کوئی تخصیص فتنہ وغلبہ کفار کی نہیں اور شک نہیں کہ مثلارفع طاعون، دفع وبا، زوال قحط کے لئے دعا بھی "دعالقوم" کے اطلاق میں داخل کہ یہ بھی مسلمانوں کے لئے دعائے نفع ہے، توصحیح حدیثوں سے اس کاجواب ثابت ہوا۔

فان اعتل بحمل المطلق علی المقید، قلنا لیس ھذا محلہ فان ذکر واقعۃ عین داخلۃ فی اجمال بیان لایحصرہ فیھا عند احد علی انہ انما ھو مسلك الشافعیۃ وانت تظھر من نفسك الاعتماد علی مذھب الحنیفۃ وقد انبأت فی غضون کلامك انك ھھنا بصدد اثبات مذھبھم وصرحت فی اٰخر الرسالۃ انھا علی اصول مذھب	اگر کوئی یہ علت بیان کرے کہ مطلق کومقید پر محمول کیاگیا ہے توہم کہیں گے کہ یہ اس حمل کا محل ہی نہیں اگر کوئی مخصوص ایساواقعہ ذکر کرے جوبیان اجمال میں داخل ہو تواس بات کاحصر مخصوص واقعہ میں کسی کے ہاں درست نہیں، علاوہ ازیں یہ شوافع کامسلک ہے حالانکہ آپ مذہب حنفیّہ پراعتماد کااظہار کررہے ہیں، آپ کی یہ گفتگوآگاہ کررہی ہے کہ آپ احناف کامذہب ثابت کرنے کے درپے ہیں، حالانکہ آخر رسالہ میں آپ نے یہ تصریح کی ہے

[18] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القنوت الفصل الثانی مطبوعہ مکتبہ امدایہ ملتان ۱۸۲/۳

[19] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القنوت الفصل الثانی مطبوعہ مکتبہ امدایہ ملتان ۱۸۲/۳

[20] نصب الرایہ لاحادیث الھدایۃ باب احادیث القنوت فی الفجر مطبوعہ مکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۱۳۰/۲

امامنا الاعظم ابی حنیفة النعمان رضی الله تعالٰی عنه وعن مقلدیهم اه بلفظك مع ان الصحیح فی المسئلة الاصولة قولنا فقد اقام ائمتنا علیها براهین لاقیل لاحدبها فیتم الالزام ولایبقی لاحد مجال کلام۔	یہ رسالہ ہمارے امام ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اور ان کے مقلدین کے اصولوں پر ہے اھ یہ تمہارے اپنے الفاظ ہیں باوجودیکہ صحیح مسئلہ اصول میں ہمارا قول ہے ہمارے ائمہ نے اس پر ایسے دلائل قائم کئے ہیں کہ کوئی ان پر قیل و قال نہیں کرسکتا، پس الزام تام ہوا اور اس کے بعد کسی کو کلام کی مجال وطاقت نہیں (ت)

رابعاً مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

قال ابن حجر اخذ منه الشافعی انه لیسن القنوت فی اخیرة سائر المکتوبات للنازلة التی تنزل بالمسلمین عامة کوباء قحط وطاعون اوخاصة ببعضهم کأسر العالم او الشجاع ممن تعدی نفعه و قول الطحاوی لم یقل به فیها غیر الشافعی غلط منه بل قنت علی رضی الله تعالٰی عنه فی المغرب بصفین اه و نسبة هذا لقول الی الطحاوی علی هذا المنوال غلط، اذ أطبق علمائنا علی جواز القنوت عند النازلة[21]۔	ابن حجر نے فرمایا کہ امام شافعی نے یہاں سے یہ بات اخذ کی ہے کہ اس وقت تمام فرائض کی آخری رکعت میں قنوت نازلہ پڑھنا سنت ہے جب عام مصیبت مسلمانوں پر مثلاً وباقحط، طاعون نازل ہو یاخاص مصیبت بعض لوگوں پر نازل ہو مثلاً کسی عالم یا بہادر جس کے نفع کثیر ہوں، کا مقید ہوجانا، اور امام طحاوی کا یہ قول کہ نازلہ میں اس بات کا قول امام شافعی کے علاوہ کسی نے نہیں کیا، یہ ان کی طرف سے غلطی ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مقام صفین پر مغرب کے وقت قنوت پڑھی ہے اھ اور اس قول کی اس طریق پر امام طحاوی کی طرف نسبت کرنا غلط ہے کیونکہ ہمارے علماء شدید مصیبت کے وقت قنوت نازلہ پر متفق ہیں۔ (ت)

اُسی میں ہے:

قال الامام النووی القنوت مسنون	امام نووی نے فرمایا فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت سنت

[21] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القنوت مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۷۸/۳

فی صلٰوۃ الصبح دائما واما فی غیرھا ففیہ ثلثۃ اقوال والصحیح المشھور انہ اذا نزلت نازلۃ کعدوا وقحط اووباء اوعطش اوضرر ظاھر فی المسلمین ونحو ذلك قنتوا فی جمیع الصلوات المکتوبۃ والافلا ذکرہ الطیبی وفیہ ان مسنونیتہ فی الصبح غیر مستفادۃ من ھذا الحدیث[22]۔	ہے اس کے علاوہ باقی نمازوں کے بارے میں تین اقوال ہیں، صحیح اور مشہور یہ ہے کہ جب کوئی شدید مصیبت آئے مثلًا دشمن کا حملہ، قحط، وبا، پیاس یا کوئی ضرر مسلمانوں پر غالب ہو تو تمام فرائض نمازوں میں قنوت پڑھیں ورنہ نہیں، اس کو طیبّی نے ذکر کیا۔ اور اُسی میں ہے کہ اس حدیث سے نماز صبح کے اندر قنوت کی سنت مستفاد نہیں ہوسکتی۔ (ت)

دیکھو مولٰینا علی قاری نے امام ابن حجر مکی سے تصریح صریح نقل فرمائی کہ جس نازلہ کے لئے قنوت پڑھی جاتی ہے وہ وباء وقحط وطاعون وغیرہا سب کو شامل ہے اور امام طیبّی سے انہوں نے امام اجل ابوزکریا نووی سے نقل کیا کہ نازلہ میں قحط ووبا وتشنگی وغیرہا سب داخل ہیں اور ان اقوال کو مسلم ومقرر رکھا اور بعض بیان کہ خلاف مذہب سمجھے اُن پر اعتراض کردیا، اسے برقرار رکھا بلکہ نازلہ کے معنی مذکور نقل کرکے صاف فرمادیا کہ امام طحاوی کی طرف قنوت نازلہ کاانکار، اس طرح نسبت کردینا ٹھیک نہیں کہ اس کے جواز پر تو ہمارے علماء کااتفاق ہے اس سے صاف مفہوم کہ وہی نازلہ جس کے معنی ابھی بیان ہوچکے کہ قحط ووباء وطاعون سب اس میں داخل ہیں اسی کے لئے ہمارے علماء جواز قنوت کے قائل ہیں۔

خامسًا کیوں راہ دور سے نشان معنی مقصود، دیجئے، کلمات علماء سے صاف صریح تصریحیں لیجئے، اسی مرقاۃ شریف میں ہے:

قال ابن الملك وھذا یدل علی ان القنوت فی الفرض لیس فی جمیع الاوقات بل اذا نزلت بالمسلمین نازلۃ من قحط وغلبۃ عدو وغیر ذلک[23]۔	یعنی علامہ ابن ملک نے فرمایا اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرض میں قنوت ہمیشہ نہیں بلکہ خاص اس وقت ہے جب معاذاللہ مسلمانوں پر کوئی سختی آئے، جیسے قحط اور دشمن کا غلبہ وغیرہ۔

علامہ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد مصری نے کتاب الاشباہ میں غایہ وشمنی وفتح کی عبارات کہ نوازل میں قنوت رواہے نقل کرکے فرمایا:

---

[22] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القنوت مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۷۹/۳

[23] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القنوت مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۸۱/۳

فالقنوت عندنا فی النازلۃ ثابت وھو الدعاء برفعھا ولاشك ان الطاعون من اشد النوازل[24]۔	یعنی ان عباراتِ علما سے ثابت ہوا کہ ہمارے نزدیک بلا سختی کے وقت قنوت پڑھنا ثابت ہے اور وہ یہی ہے کہ اس بلا کے دفع کی دعا کی جائے اور شک نہیں کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے۔

اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ نور الایضاح اور علامہ سید محمد دمشقی نے حاشیہ تنویر میں دفع طاعون کے لئے قنوت پڑھنے کی تصریح فرمائی اور انہیں بحر محقق صاحب بحر کا حوالہ دیا ان کی عبارت ان شاء اللہ تعالٰی عنقریب آتی ہے اور ثانی نے زیر قول شارح مدقق لایقنت لغیرہ الا للنازلۃ (شدید مصیبت کے بغیر قنوت نہ پڑھی جائے۔ت) فرمایا:

قال فی الصحاح النازلۃ الشدیدۃ من شدائد الدھر ولاشك ان الطاعون من اشد النوازل اشباہ[25]	صحاح میں ہے نازلہ اس مصیبت کو کہا جاتاہے جو شدائد دہر میں سے ہو، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون شدید ترین مصیبتوں میں سے ہے، اشباہ (ت)

تنبیہ: ان بیانوں سے چند امر روشن ہوئے:

اول: یہ کہ طاعون ووباء اور ان کے مثل ہر بلیہ عامہ کے لئے قنوت صحیح حدیثوں کے اطلاقات سے ثابت ہے توزید یعنی مصنف "ضروری سوال" کا قنوت نوازل کو جائز وثابت مان کر اسے بعض نازلہ سے خاص کرنا اور باقی کی نسبت کہنا جب تک شریعت سے کسی کام کی اصل نہ ملے وہ کام یاتو بدعت ہوگا یا گناہ محض بے معنی ہے کیا اطلاق احادیث اس شخص کے نزدیک کوئی اصل شرعی نہیں کہ اس کے حکم کو بے اصل وگناہ مانتاہے۔

دوم: قنوت طاعون ووبا کو نہ صرف اطلاقات کلام علمابلکہ ان کی صاف تعمیم میں شامل جن میں خود امام اجل ابوجعفر طحاوی بھی داخل، تو اس کی بناپر زید کا ادعا کہ "نہ اقوال خلفائے راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت اور نہ ہمارے امام صاحب کے توابعین کے اقوال سے، وہ ایک زائد بات ہے" صریح نافہمی ہے۔

سوم: اطلاق وعموم سے استدلال نہ کوئی قیاس ہے نہ مجتہد سے خاص کمابینہ خاتم المحققین سیدنا الجد قدس سرہ الامجد فی کتابہ المستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد (جیسا کہ ہمارے والد گرامی خاتم المحققین قدس سرہ نے اپنی مبارک کتاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد"

---

[24] الاشباہ والنظائر فائدہ فی الدعا لرفع الطاعون مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۲۶۲

[25] ردالمحتار مطلب فی القنوت للنازلۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ، ۲/ ۱۱

میں بیان کیا ہے۔ت) مثلاً اس اخیر زمانہ فتن میں طرح طرح کے نشے، قسم قسم کے باجے ایسے پیدا ہوئے جن کی حرمت کا ذکر نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث شریف میں نہ اقوال ائمہ میں، مگر انہیں حرام ہی کہا جائے گا کہ وہ کل مسکر حرام (ہر نشہ آور شے حرام ہے۔ت) کے عموم اور یہ حدیث **یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف**[26]۔(وہ ریشم، شراب اور مزامیر کو حلال سمجھیں گے۔) وکریمہ ﴿مِنَ ا۔۔۔ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَہۡوَا۔۔﴾[27]۔(اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں۔ت) کے شمول واطلاق میں داخل، اب اگر کوئی جاہل کہہ اُٹھے کہ یہ تو تم قیاس کرتے ہو احادیث میں کہیں تصریح نہیں پائی جاتی نہ ہمارے امام صاحب کے تابعین سے، ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بے کار ہے تو اس سے یہی کہنا چاہئے کہ اے ذی ہوش! یہ قیاس نہیں بلکہ جب ایک مطلق یا عام احادیث وکلمات علمائے کرام میں وارد ہے تو اس کے دائرے میں جو کچھ داخل سب کو وہ حکم محیط وشامل، تو ثابت ہوا کہ زید کا "ضروری سوال" میں خود ہی یہ سوال قائم کرنا کہ "جب قنوت عندالنازلہ ثابت اور جائز ہوتی تو ہر قسم کی بلا اور مصیبت پر جائز ہونی چاہئے" اور اس کا یہ مہمل جواب دینا کہ "ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بے کار ہے احادیث میں کہیں تصریح نہیں پائی جاتی نہ ہمارے امام صاحب کے توابعین کے اقوال سے" صریح نادانی ہے۔

چہارم: اگر صرف یہی اطلاق وعموم احادیث واقوال ائمہ ہوتے تو ثابت کہنے کے لئے کافی تھے ایسے مسئلے کو ہرگز کذب وبہتان نہیں کہہ سکتے، دوسرے دلائل کی نظر سے راجح اور ارجح کا اختلاف دوسری بات ہے مگر آپ اوپر سن چکے کہ طاعون ووباء قحط وغیرہا کے لئے قنوت کی صاف صریح تصریحیں امام اجل ابوزکریا نووی شارح صحیح مسلم شریف (جن کی جلالت شان پر علمائے جمیع مذاہب حقہ کا اجماع ہے) اور امام جلیل شرف الدین حسن بن محمد طیّبی شارح مشکوٰۃ وامام شہاب الحق والدین احمد بن حجر مکی ہاشمی وعلامہ عبداللطیف بن عبدالعزیز شہیر بابن فرشتہ از اجلہ علمائے حنفیہّ ومحقق فقیہ زین بن نجیم مصری عمدہ حنفیہو مولٰینا علی محمد سلطان محمد ہروی قاری مکی حنفی وفاضل جلیل سید احمد مصری طحطاوی حنفی وعالم نبیل سید محمد آفندی شامی حنفی نے فرمائیں اور امام ابن حجر مکی نے اسے امام مجتہد عالم قریش سیدنا امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل کیا تو مصنف "ضروری سوال" کا قول کہ "طاعون یا وبا کے لئے قنوت ثابت نہیں وہ ایک قسم کا کذب اور بہتان ہے اگر خطاءً ایسا کلمہ بے موقع کسی سے سرزد ہو جائے جناب الٰہی میں توبہ واستغفار جلد کرلے" محض کذب وبہتان اور اب ائمہ کرام وعلمائے اعلام کی جناب میں گستاخی وتوہین شان ہے، زید پر لازم ہے کہ اپنی اس خطا اور بے موقع کلمے سے جناب الٰہی میں توبہ واستغفار کرے اگر بفرض باطل یہ قنوت نوازل صرف امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب ہوتا اور ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم بالاتفاق اس سے انکار فرماتے تو غایت یہ کہ مسئلہ ائمہ مجتہدین کا

---

[26] صحیح بخاری کتاب الاشربہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۷

[27] القرآن الکریم ۳۱/ ۶

اختلافیہ اور ہمارے مذہب کے خلاف ہوتا، اسے کذب وبہتان کہنا اس حالت میں بھی حلال نہ تھا نہ کہ اس صورت میں کہ خود ہمارے ائمہ وعلماء کے بھی اطلاق وعموم ونصوص سب کچھ موجود، اور اگر اسے خصوص نقل فعل کا منکر ٹھہرایئے تو اول تو یہاں اس کا محل نہیں کہ اس خصوص کا مدعی کون تھا جس کے رَد میں زید یہ الفاظ لکھتا۔

ثانیاً اوپر واضح ہوا کہ زید نے اس تحریر "ضروری سوال" میں نہ ہمارے متون مذہب کے ظاہر پر عمل کیا نہ ہمارے شارحین اعلام کا قول لیا بلکہ اپنی طرف سے ایک نیا فتوٰی گھڑ دیا۔

بلی قد وقع مایوھمہ فی کلام بعض ائمۃ الحدیث فی تقریر مذھب الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ و فی کلام بعض ائمتنا فی توجیہ مذھب بعض الصحابۃ رضوان اللہ تعالٰی علیھم ثم لم یعتمدہ ولاجعلہ مذھب علمائنا ولاذکرہ فی تقریر کلامھم مع انہ قد اثر عنہ التعمیم صریحا فیحتمل ان یکون القصر ھھنا وقع وفاقا لاحصرا وایا ماکان فجعل ھذا مذھبا لنالاسلف لزید فیہ فیما اعلم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔	ہاں مذہب امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تفصیل کرتے ہوئے بعض ائمہ حدیث کے کلام اور بعض صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے مذہب کی توجیہ کرتے ہوئے ہمارے بعض ائمہ کے کلام میں کچھ ایسی گفتگو واقع ہوئی ہے جو ایساوہم پیدا کرتی ہے پھر اس پر کسی نے اعتماد نہیں کیا نہ ہمارے علماء کا مذہب ہے اور نہ ہی یہ ان کے کلام میں مذکور ہے باوجودیکہ ان کی عموم پر تصریح منقول ہے لہٰذا ممکن ہے کہ یہاں قصر اتفاقاً واقع ہوگیا ہو اور حصر مقصود نہ ہو، جو بھی ہوا اسے ہمارا مذہب بنادیا گیا میرے علم کے مطابق اس میں زید کے لئے کوئی فائدہ نہیں۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (ت)

"ضروری سوال" کے اظہار خطا کو اسی قدر بس تھا، بے حاجت شرعیہ ناقصوں قاصروں کی جہالتوں سفاہتوں کا شمار اپنا شیوہ نہیں **لقولہ تعالٰی** .اَ...... (اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے کہ جاہلوں سے روگردانی کیجئے۔ ت) مگر امور متعلقہ بدین میں بعد سوال سائل بیان امر حق ضروری، اور یہاں مصلحت دینی اس کی طرف داعی کہ جب ایک ایسا بے علم وکم فہم ومشکوک ومتہم شخص اپنے آپ کو مفتی ومصنف بنائے ہوئے ہے اور بعض عوام اسے عالم وقابل اعتماد سمجھتے ہیں تو اس کے پُر جہل وناا ہل ہونے کا آشکارا کرنا ان شاء اللہ دین عوام کو نافع اور ضلالت وجہالت میں پڑنے کا دافع ہوگا **وباللہ التوفیق** زید کی ترکیب وبندش الفاظ وانشا واملا میں اگرچہ خطاہائے فاحشہ موجود ہیں مگر ان سے تعرض داب محصلین نہیں

لہٰذا انہیں چھوڑ کر اس کے باقی کثیر وبسیار اغلاط وجہالت سے صرف بعض کااظہار کیاجاتا ہے:

جہالت ۱: حدیث مذکور ابن حبان کہ زید کے دعوٰی تخصیص کاصاف رَد تھی براہ نادانی اپنی دلیل بناکر لکھی اور اس پر فائدہ یہ جمادیا کہ "یہاں سے سمجھاگیاکہ کفار ظلم کریں تونصرت چاہیۓ طاعون کے لئے قنوت ثابت نہیں" عقلمند سے پوچھاجائے کہ اس حدیث میں ظلم کفار کی تخصیص کہاں ہے اور اس کے ذکر سے، سواضرر کے تجھے کیافائدہ حاصل ہوا۔

جہالت ۲: قنوت فجر کے بارے میں ہمارے مشائخ کرام تصریح فرماتے ہیں کہ منسوخ ہے وللہذا حکم دیتے ہیں کہ حنفی اگر فجر میں شافعی کی اقتدا کرے قنوت میں اس کااتباع نہ کرے کہ منسوخ میں پیروی نہیں، اس قدر توکلمات علماء متفق ہیں، ہاں محل نظر یہ ہے کہ یہاں عموم نسخ ہے یانسخ عموم۔ عموم نسخ یہ کہ نازلہ وبے نازلہ کسی حال میں قنوت فجر کی مشروعیت باقی نہیں عموماً نسخ ہوگیا، اور نسخ عموم یہ کہ نازلہ وبے نازلہ ہرحال میں عموماً قنوت کاپڑھاجانا یہ منسوخ ہوا صرف بحالت نازلہ باقی رہا، نسخ عموم پر توبہت احادیث صحیحہ دلیل ہیں جن کی تفصیل امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں افادہ فرمائی اور مسند احمد و صحیح مسلم و سنن نسائی وابن ماجہ میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قنت شھرا یدعو علی احیاء من احیاء العرب ثم ترکه[28] زادابن ماجة فی صلٰوۃ الصبح[29]۔ وھو عند البخاری فی مغازی بزیادۃ بعدالرکوع وترك ثم ترکه[30]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک مہینے تک نماز صبح میں قنوت پڑھی، عرب کے کچھ قبیلوں پر دعائے ہلاکت فرماتے تھے پھر چھوڑدی۔ ابن ماجہ نے یہ اضافہ کیاکہ نماز صبح میں قنوت پڑھتے تھے۔ بخاری کے مغازی میں یہ اضافہ ہے کہ قنوت رکوع کے بعد تھی" پھراسے ترک کردیا" کے الفاظ کوانہوں نے ترک کردیا۔ (ت)

اور صحاح ستہ میں بضمن حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے کہ ترک کاسبب نزول آیہ کریمہ

·لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَ· ······نَ·[31] (آپ کے ہاتھ میں معاملہ نہیں چاہے تو

---

[28] صحیح مسلم باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۲۳۷

[29] سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی القنوت فی صلٰوۃ الفجر مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۸۹

[30] صحیح بخاری باب غزوۃ الرجیع ورعل وذکوان مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷-۵۸۶

[31] القرآن ۳/ ۱۲۸

اللہ تعالٰی ان کی توبہ قبول فرمائے یا انہیں عذاب دے کیونکہ یہ ظالم ہیں۔ت)،

یہاں نظر دو طرف جاتی ہے اگر معنی آیت مطلقاً ممانعت اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاتارک فرمانا بربنائے ارتفاع شریعت ہو یعنی فجر میں قنوت اصلا مشروع نہ رہی تو عموم نسخ ثابت ہوگا اور اب قنوت نازلہ بھی منسوخ ٹھرے گی، اور اگر معنی آیت ان خاص لوگوں پر دعائے ہلاکت سے ممانعت ہو کہ ان میں بعض علم الٰہی میں مشرف باسلام ہونیوالے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاترک انہیں کے بارے میں ہو، نہ مطلقاً تو صرف نسخ عموم ہی ثابت ہوگا اور قنوت نازلہ مشروع رہے گی، یہی دونوں نظریں امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر پھر ان کی تبعیت سے علامہ محقق حلبی نے شرح کبیر میں افادہ فرمائیں، ان دونوں کتابوں اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں کہے:

واذا ثبت النسخ وجب حمل الذی عن انس من روایۃ ابی جعفر (ھو الرازی) و نحوہ (کدینار بن عبداللہ خادم انس رضی اللہ تعالٰی عنہ مازال رسول للہ صلی اللہ تعالٰی علیہ سلم یقنت فی الصبح حتی فارق الدنیا) اما علی الغلط (لان الرازی کثیر الوھم قالہ ابوزرعۃ و دینار وقد قیل فیہ ماقیل) او علی طول القیام فانہ یقال علیہ ایضاً او یحمل علی قنوت النوازل ویکون قولہ (اے قول انس رضی اللہ تعالٰی عنہ) ثم ترک فی الحدیث الاخر (المراد فی الصحاح) یعنی الدعا علی اولئك القوم لامطلقا [32] اھ مختصرا مزید منی مابین ھلالین	جب نسخ ثابت ہو تو اس روایت کو جسے حضرت انس سے ابوجعفر (رازی) یا اس کی مثل دیگر روایات (مثلاً: دینار بن عبداللہ حضرت انس کے خادم ہیں سے مروی ہے کہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم وصال تک فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے) یا غلطی پر محمول کیا جائے گا (کیونکہ بقول رازی ابوزرع کثیر الوہم ہیں، اور دینار کے بارے میں بھی جو کچھ کہا یا ہے وہ ہی کچھ ہے) یا طول قیام پر محمول کیا جائے گا کیونکہ قنوت کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے یا اسی قنوت نازلہ پر محمول کیا جائے گا اور ان (حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا قول دوسری حدیث (جو صحیح میں موجود ہے) میں کہ پھر اسے ترک کردیا گیا یعنی قوم کے خلاف دعاترک کردی نہ کہ ہر دعا اھ اختصارا اور میری طرف سے وہ اضافہ ہے جو ہلالین کے درمیان ہے (ت)

[32] فتح القدیر باب صلوٰۃ الوتر مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۷۹/۱، مرقاۃ شرح مشکوۃ باب القنوت الفصل الثانی مطبوعہ مکتبۃ امدادیہ ملتان ۱۸۲/۳

نیز کتابین مذکورین میں ہے:

فیجب کون بقاء القنوت فی النوازل مجتهدا فیه وذلك ان هذا الحدیث (ای حدیث ابن مسعود رضی الله تعالٰی عنه بطریقی حماد بن ابی سلیمان وابی حمزة القصاب عن ابراهیم عن علقمة عنه قال لم یقنت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی الصبح الاشهرا ثم ترکه لم یقنت قبله ولابعده ولفظ حماد لم یر قبل ذلك ولابعده) لم یؤثر عنه صلی الله تعالٰی علیه وسلم من قوله ان لاقنوت فی نازلة بعد هذه، بل مجرد العدم بعدها فیتجه الاجتهاد بان یظن ان ذلك انما هولعدم وقوع نازلة بعدها تستدعی القنوت فتکون شرعیة مستمرة وهو محمل قنوت من الصحابة بعد وفاته صلی الله تعالٰی علیه وسلم، او ان یظن رفع الشرعیة نظرا الی سبب ترکه صلی الله تعالٰی علیه وسلم وهو انه لما نزل قوله تعالٰی لیس لك من الامر شیئ ترك۔ والله سبحٰنه وتعالٰی اعلم۔ ھ بزیادة[33]۔	مصائب کے وقت قنوت پڑھنے کو باقی رکھنے کے معاملے کو اجتہادی قرار دیناواجب ہے کیونکہ یہ حدیث (یعنی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ دو طریقوں سے مروی ہے حماد بن ابی سلیمان، ابوحمزہ قصاب نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک ماہ تک صبح کی نماز میں قنوت پڑھا پھر آپ نے اسے ترک فرمادیا اس سے پہلے بھی آپ نے قنوت فجر میں کبھی نہ پڑھی اور نہ بعد میں۔ حماد کے الفاظ یہ ہیں کہ اس سے پہلے بھی نہ دیکھا اور نہ بعد میں اور نہ ہی آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ قول منقول ہے کہ شدید مصیبت میں اس کے بعد قنوت نہیں پڑھی جائے گی بلکہ اس کے بعد محض عدم منقول ہوا للذا اس معاملہ میں اجتہاد ہوگا بایں طور کہ غالب گمان ہے کہ اس کے بعد کوئی ایسی شدید مصیبت ہی نازل نہ ہوئی جو قنوت کا تقاضا کرتی للذا قنوت دائماً جائز ہوگی اور یہی محمل ہے اس قنوت کا جو حضور علیہ السلام کے صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم سے منقول ہے یا بایں طور کہ گمان یہ ہے کہ اس کا جواز ختم ہونا آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ترک کے باعث ہے، سبب یہ کہ جب اللہ تعالٰی کا قول لیس لک من الامر شیئ نازل ہوا آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کو ترک کردیا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم اھ بزیادۃ۔ (ت)

[33] فتح القدیر باب الصلوۃ الوتر مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۷۹

روشن علم تو یہ ہے مگر مصنف "ضروری سوال" کی سخت نافہمی کہ دو متنافی باتوں کو ایک کر دیا اور کچھ نہ سمجھا، خود اسی کا ایک کلام دوسرے کو رَد کر دے گا مسلک تو وہ اختیار کیا کہ قنوت نازلہ باقی ہے منسوخ نہیں اگرچہ نازلہ کے معنی خاص فتنہ وفساد وغلبہ کفار کے لئے ایک جگہ لکھا عندالنازلہ بدعت نہیں مداومت بدعت اور دین میں نیاکام ہے۔ پھر لکھا "دلیل اوپر نسخ قنوت کے مداومت کے طور پر اور دلیل واسطے جواز قنوت کے عندالنازلہ" پھر لکھا مداومت کے طور پر منسوخ اور عندلنازلہ غیر منسوخ"۔ اور مزے سے وہی آیہ کریمہ اور وہی حدیث بحوالہ صحیحین ذکر کرکے کہہ دیا "اسی آیت سے اور حدیث متفق علیہ سے نسخ قنوت عموماً ثابت ہوا سوائے قنوت وترکے "ذی ہوش سے پوچھا جائے کہ اس حدیث سے کس چیز پر قنوت مذکور تھی، نازلہ پر اور نزول آیت کس قنوت کے بارے میں ہوا، قنوت نازلہ میں، اگر آیت وحدیث سے اس کا نسخ ثابت مانتا ہے تو قنوت نازلہ کہاں باقی رہی، وہ ہی تو صراحۃً ان سے منسوخ ہوئی، یہ طرفہ تماشا ہے کہ وہی منسوخ وہی باقی، **ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم**۔

جہالت ۳: حدیث طارق اشجعی رضی اللہ تعالٰی عنہ دربارہ انکار قنوت فجر (جس طرح معمول شافعیہ ہے) نسائی نے اس طرح روایت کی کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وخلفائے اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی وہ بدعت ہے[34]۔ اور ترمذی وابن ماجہ نے یوں کہ ان کے صاحبزادے سعد ابومالک نے اُن سے پوچھا آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وخلفائے اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں کیا وہ فجر میں قنوت پڑھتے تھے؟ فرمایا: نئی نکالی ہوئی ہے۔[35]۔ ایک ہی حدیث مضمون، ایک ہی صحابی ایک ہی مخرج اور مصنف "ضروری سوال" نے اسے بلفظ اول ذکر کرکے نسائی وابن ماجہ وابن ترمذی سب کی طرف نسبت کیا اور لفظ دوم کو بے نسبت چھوڑ کر کہہ دیا: "ان دونوں حدیثوں میں لفظ بدعت اور محدث کاوارد ہے"۔ ایسی حدیث کو دو حدیثیں کہنا اصطلاح فقہا درکنار اصطلاح محدثین پر بھی ٹھیک نہیں آسکتا یہ زید کی بے خبری وغفلت ہے۔

جہالت ۴: قنوت مذکورہ ائمہ شافعیہ وائمہ مالکیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کو حدیث مذکور سے بدعت بتاکر آگے حاشیہ جمایا: "اور حکم بدعت کا یہ ہے کہ **کل محدث بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار**" (ہر نو پیدا چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں جائے گی۔ت) قطع نظر اس سے کہ

---

[34] سنن النسائی باب لعن المنافقین فی القنوت مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۱۲۸

[35] جامع الترمذی باب فی ترک القنوت مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۱/۵۳، سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی القنوت فی صلٰوۃ الفجر مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۸۹

جملہ اولٰی حکم بدعت نہیں، حکم بہ بدعت ہے، اجتہادیات ائمہ دین کو ایسے احکام کا مورد قرار دیں کیسی بے باکی وجرات ہے حاشا ائمہ کرام اہلسنت کا کوئی مسئلہ ضلالت وفی النار کا مصداق نہیں وہ سب حق وہدایت وسبیل جنت ہے۔

جہالت ۵تا۸: حدیث عاصم بن سلیمن ذکر کی:

قلنا لانس بن مالك ان قوما يزعمون ان النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم لم يزل يقنت فى الفجر فقال كذبوا انما قنت رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم شهرا واحدا يدعو على احياء من احياء المشركين[36]۔	اور اس کا ترجمہ کیا"ہم نے پوچھا انس بیٹے مالک سے یہ کہ مقرر ایک قوم گمان کرتی ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمیشہ قنوت پڑھتے تھے نماز فجر میں، سو جواب دیا مالک نے کہ وہ لوگ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ قنوت پڑھی آپ نے مہینہ ایک، سو بھی بددعا کرنے کو اوپر قبیلوں کے قبیلوں سے مشرکین کے"۔

اوّلاً محاورہ عرب میں زعم بمعنی مطلق قول بھی شائع یہاں تک کہ صحیح حدیث میں زعم جبریل تک واقع۔

ثانیاً کلام نا محقق یاخلاف تحقیق بھی مراد ہو تو یہ حکم اس قائل کے نزدیک ہوتا ہے جواسے بلفظ زعم تعبیر کرتا ہے اس سے یہ مستفاد نہیں کہ وہ زاعم خود بھی اسے مشکوک یا مظنون سمجھتا ہے، زید نے زبردستی یزعمون کے معنی یہ بنالئے کہ جو قنوت فجر کی بقاکے قائل ہیں خود ہی اسے شک وگمان کے مرتبے میں جانتے ہیں اور اسی بناپر کذبوا کا ترجمہ کیا"کہ وہ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں" یہ نیو جما کراب اس پر فائدہ جڑا، اس حدیث سے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ زمانہ تابعین میں قنوت کا فقط گمان ہی گمان تھا یقینی امر نہ تھا، پس جتنی روایات ان روایات کے مخالف ہیں وہ سب ظنیات ہونی چاہئیں واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔ افسوس کہ جو کہنا چاہا تھا وہ بھی کہہ نہ جانا عقلمند سے پوچھا جائے کہ قائلان قنوت مالکیہ وشافعیہ نے کس دن کہا تھا کہ قنوت فجر یقینی ہے یامانعان قنوت حنفیّہ وحنبلیہ کب کہہ سکتے ہیں کہ عدم قنوت قطعی ہے مسائل اجتہادیہ دونوں طرف ظنیات ہوتے ہیں پھر یہ کون سا فائدہ آپ نے نکالا اور اس سے بحث میں کیا نفع حاصل ہو۔

ثالثاً اس سب سے قطع نظر کیجئے تو ان قوما یزعمون میں لفظ قوم نکرہ حیز اثبات میں ہے جس کا مفاد صرف اس قدر ہوگا کہ کچھ لوگ طور وہم بقائے قنوت مانتے ہیں اسے کب لازم ہوا کہ زمانہ تابعین میں سب قائلان قنوت اسے اسی درج میں جانتے ہیں۔

[36] مرقات شرح مشکوٰۃ بحوالہ قصاب باب القنوت فصل ثانی مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۳/۱۸۲، مسند احمد بن حنبل ۳/۱۶۷ مسلم شریف ۱/۲۳ بخاری شریف ۱/۱۳۶

جہالت۹: حدیث ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا:

نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن القنوت فی الفجر[37]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قنوت فجر سے منع فرمایا:

جس میں تین راوی ضعیف وشدید الضعیف ہیں ذکر کرکے تضعیف رواۃ کا جواب دیا کہ "امام صاحب کی تحقیق کو وہ مانع نہیں۔

"دوم: یہ کہ انس بن مالک نے بدعت اور محدث کہا تو گمان یہ ہوسکتا ہے کہ آپ کو اس نہی کی ضرور خبر ہوگی اگرچہ بدعت اور محدث کی جگہ لفظ نہی کا نہ ذکر کیا ہو اور اسی پر اکتفا کیا، قطع نظر اس سے کہ بدعت یا محدث کے قائل حضرت طارق اشجعی ہیں نہ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہما تو پیدا کہنے سے اس گمان کی راہ کدھر سے ملی ضرور انہیں اس نہی کی خبر ہوگی، انہوں نے صراحۃً نوپیدا ہونے کی وجہ ارشاد فرمادی تھی کہ میں نے سید عالم وخلفاء کرام صلی اللہ تعالٰی علیہم وسلم سب کے پیچھے نماز پڑھی، اے فرزند! وہ نئی نکلی ہے اس میں نہی پر اطلاع کی بو بھی نہیں نکلتی، نہ کہ اس سے گمان ہو کہ ضرور نہی معلوم ہوگی بلکہ انصافاً اس سے یہی متبادر کہ نہی یا تو واقع ہی نہ ہوئی یا ہوئی تو انہیں خبر نہ تھی ورنہ عدم فعل کا ذکر نہ کرتے صاف جواب دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو اسے منع فرماچکے ہیں، جواب مسئلہ میں دلیل اقوی کا ترک کیوں کیا جاتا۔

جہالت۱۰: ایک حدیث کی سند ذکر کی: عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ، اور ترجمہ میں بھی لکھا "اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی "عنہما" سے۔ عالم صاحب کو اتنی خبر نہیں کہ صحابیت درکنار مسعود سرے سے مسلمان ہی نہ ہوا، جاہلیت میں مرا۔ اُسے رضی اللہ تعالٰی عنہ میں شامل کرنا کیسی جہالت اور دانستہ ہو تو سخت تر آفت۔

جہالت۱۱: آگے لکھا فتح القدیر میں تحت حدیث عبداللہ بن مسعود کے بیان کیا ہے چنانچہ

لم یکن انس نفسه یقنت فی الصبح کما رواہ الطبرانی واذا ثبت النسخ وجب حمل الذی عن انس من روایة ابی جعفر اما علی الغلط او علی طول القیام، فانه یقال علیه ایضاً فی الصحیح عنه علیه الصلوٰۃ	خود حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اور جب نسخ ثابت ہوگیا تو وہ روایت "حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ جو ابو جعفر سے مروی ہے یا تو اسے غلطی پر محمول کیا جائے گا یا طول قیام پر

[37] سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی القنوت فی صلوٰۃ الفجر مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۸۹

والسلام افضل الصلٰوۃ طول القنوت ای القیام[38]	کیونکہ حدیث صحیح میں اس پر قنوت کااطلاق موجود ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: نماز میں افضل ترین عمل طول قنوت یعنی قیام ہے۔(ت)

قطع نظراس سے کہ تحت حدیث فلاں یازیرآیت چناں اہل علم کے محاورہ میں اس معنی پر بولا جاتا ہے کہ اس آیت وحدیث کی تفسیر وشرح یا اس کی بحث میں ایسا کہا، یہاں مبحوث عنہ حدیث ابی جعفر رازی ہے اسی کے تحت اسی کی بحث میں حدیث ابن مسعود وحدیث طبرانی وغیر ہما مذکور ہیں نہ کہ ایک دوسرے کے تحت میں عبارت فتح کاصاف مطلب جسے ہر حرف شناس عربی بے تکلف پہلی ہی نگاہ میں سمجھ لے یہ ہے کہ حدیث ابی جعفر میں جو دوام قنوت مذکور ہوا ممکن ہے کہ وہاں قنوت سے طول قیام مراد ہو کہ لفظ قنوت اس معنی پر بھی بولا جاتا ہے دیکھو حدیث صحیح میں ارشاد ہوا کہ بہتر نماز طول قنوت ہے یعنی جس میں قیام دیر تک ہو۔ مصنف"ضروری سوال" ایسی سلیس عبارت کے واضح معنی کو خاک نہ سمجھا لفظ ایضا کو کہ صراحۃً "یقال" کی طرف ناظر تھا اس سے قطع نظر کرکے مابعد سے ملایا اور "ایضا فی الصحیح" کو سند جداگانہ ٹھہرایا ولہٰذا لفظ "ایضا" پر نشان (—) کہ علامت فعل ہے لگایا اور عبارت کا ترجمہ یوں فرمایا" کیونکہ وہ لفظ قنوت کا مقرر بولا گیا ہے اوپر طول قیام کے، اور بھی بیچ حدیث کے وہ لفظ قنوت کا آیا ہے جو مروی ہے آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کہ افضل ترین نمازوں کی وہ نماز ہے جس میں قنوت یعنی قیام دراز ہو"۔ اس جہالت کی کچھ حد ہے اور ذرا یہ حسن ادا بھی قابل لحاظ کہ "بیچ صحیح حدیث کے وہ لفظ قنوت کا آیا ہے" گویا یہاں اس کی بحث تھی کہ حدیث میں کہیں لفظ قنوت آیا ہی نہیں۔

جہالت ۱۲: اسی عبارت فتح کے آخر میں تھا:

والاشکال نشأ من اشتراك لفظ القنوت بین ماذکر وبین الخضوع والسکوت والدعاء وغیرھا[39]	یہاں اشکال قنوت کے ان معانی میں اشتراک کی وجہ سے پیدا ہوا ہے یعنی مذکورہ شئی (طول قیام) خضوع، سکوت اور دعا وغیرہ کے درمیان لفظ قنوت مشترک ہے۔(ت)

[38] فتح القدیر باب صلٰوۃ الوتر مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۷۷

[39] فتح القدیر باب صلٰوۃ الوتر مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۷۷

یہاں ماذکر سے مراد وہی طول قیام تھا اور اس کے معطوفات خضوع وسکوت ودعا وغیرہا یعنی قنوت کا لفظ جبکہ ان سب معانی پر بولا جاتا ہے اس وجہ سے حدیث ابی جعفر میں قائلان قنوت فجر کو اشتباہ پیش آیا اس سے سمجھ لئے حالانکہ مراد طول قیام تھا کہ ہمیشہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز فجر میں قیام طویل فرمایا یہ ایسے صاف معنی ہیں کہ عربی کاہر مبتدی بے تامل سمجھ لے، اب مصنف صاحب کا علم دیکھئے عبارت صرف "ماذکر "تک نقل کی اور ترجمہ فرمادیا" اور جو مشکلیں پیدا ہوئی ہیں وہ لفظ قنوت کے مشترک المعنی کے سبب اور وجہ سے بیان اس چیز کے جومذکور ہوئی یعنی اپنے محل پر پورا ہوا ترجمہ فتح القدیر کی عبارت کا" گویا آپ کے نزدیک بین صرف شے واحد پر داخل ہوتا ہے معطوف کی حاجت ہی نہیں ماذکر کے معنی یہ کہ اپنے محل پر مذکور ہوئی ہے اسی پر مطلب تمام ہوگیا۔

جہالت ۱۳: سوال قائم کیا" جب نسخ قنوت ثابت ہوا توعندالنازلہ جواز کہاں رہا" اور اس کے جواب میں لکھا" جواب بصورت اجمالیہ اجماعیہ یہ ہے فی فتح القدیر وترونوافل کی بحث میں قولہ ان **مشروعیة القنوت فی لنازلة مستمرة لم تنسخ**[40]۔الخ تحقیق کے جائز ہونا قنوت کا بیچ وقت سختی منسوخ نہیں" فتح القدیر سے استناد اور قنوت نازلہ کے اجماعی ہونے کا ادعا بکف چراغ دارد کا تماشا ہے فتح القدیر کی اس عبارت میں صراحۃً فرمایا کہ نازلہ میں بقائے قنوت مجتہد فیہ ہے منسوخ ہونا نہ ہونا دونوں طرف نظر جاتی ہے **وقد تقدم نصہ فی بیان الجہالة الثانیة** (اس کے الفاظ کا تذکرہ جہالت نمبر۲ میں ہوچکا ہے۔ت) اسی عبارت منقولہ زید کے بعد بلافصل فرمایا تھا۔" **وبہ قال جماعة من اھل الحدیث**[41]۔(محدثین کی ایک جماعت نے یہی قول کیا ہے۔ت) کہاں ایک گروہ محدثین کا قول ہونا اور کہاں اجماع۔

جہالت ۱۴: "جو قنوت دونوں حضرات نے نماز فجر میں پڑھی وہ بارادہ اصلاح ذات البین کے تھی نہ بددعا" بددعا نہیں مگر دعائے وصول مکروہ، اور شک نہیں کہ فریقین میں ہر ایک کو اپنی مغلوبی مکروہ ہوئی ہے اور شک نہیں کہ دونوں جماعتیں اپنا غلبہ مانگتی تھیں مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں امیرالمومنین مولٰی کریم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے ہے:

انہ لماقنت فی صلٰوۃ الصبح انکر الناس علیہ فقال انما استنصرنا علی عدونا[42]۔	جب انہوں نے نماز فجر میں قنوت پڑھی تو لوگوں نے آپ پراعتراض کیا تو آپ نے فرمایا ہم نے دشمن پرمدد مانگی ہے۔(ت)

[40] فتح القدیر باب صلٰوۃ الوتر مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۷۹

[41] فتح القدیر باب صلٰوۃ الوتر مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۷۹

[42] مصنف ابن ابی شیبہ من کان لایقنت فی الفجر مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/۳۱۸

محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں:

قال ابراھیم (ھو النخعی) وان اھل الکوفۃ انما اخذوا القنوت عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ قنت یدعو علی معویہ حین حاربہ، واما اھل الشام فانما اخذوا القنوت عن معویۃ رضی اللہ عنہ قنت یدعو علی رضی اللہ عنہ حین حاربہ قال محمد وبقول ابراھیم ناخذ وھوقول ابی حنیفۃ[43]۔	حضرت ابراہیم (نخعی) نے بیان فرمایا ہے کہ اہل کوفہ نے قنوت حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اخذ کی ہے کیونکہ انہوں نے اس وقت قنوت پڑھی جب حضرت معاویہ سے ان کی جنگ ہوئی، اور اہل شام نے حضرت معاویہ سے قنوت اخذ کی ہے کیونکہ وہ بھی جنگ علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وقت قنوت پڑھا کرتے تھے، امام محمد نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم کے قول پر ہمارا عمل ہے اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔(ت)

جہالت ۱۵: "بعید نہیں کہ اُن حضرات نے قنوت اس مضمون کی پڑھی ہو" کہ اللھم اصلح بیننا وبین قومنا فانھم اخواننا بغوا علینا (اے اللہ! ہمارے اور قوم کے درمیان صلح پیدا فرما کیونکہ وہ ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کردی ہے۔ت) امیر المومنین کی طرف سے یہ قنوت محتمل کیا امیر معاویہ بھی معاذاللہ امیر المومنین کو باغی سمجھتے تھے یہ نرا جاہلانہ افترا ہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صاف تصریح بسند صحیح موجود ہے کہ مجھے خلافت میں نزاع نہیں نہ میں اپنے آپ کو مولٰی علی کا ہم سر سمجھتا ہوں،

وانی لاعلم انہ افضل منی واحق بالامر ولکن لستم تعلمون ان عثمان قتل ظلما وانا ابن عمہ وولیہ اطلب بدمہ[44]۔ رواہ یحیی بن سلیمن الجعفی استاذ الامام البخاری فی کتاب صفین بسند جید عن ابن مسلم الخولانی۔	میں خوب جانتا ہوں کہ امیر المومنین کرم اللہ تعالٰی وجہہ مجھ سے افضل واحق بہ امامت ہیں مگر تمہیں خبر نہیں کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ ظلماً شہید ہوئے میں اُن کا ولی اور ابن عم ہوں اُن کا قصاص مانگتا ہوں۔ اسے امام بخاری کے استاد یحیٰی بن سلیمن الجعفی نے کتاب صفین میں سند جید کے ساتھ ابومسلم خولانی سے روایت کیا ہے۔

[43] کتاب الآثار باب القنوت فی الصلوٰۃ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ص ۴۴

[44] کتاب صفین

جہالت ۱۶: خود ہی سوال میں لکھا "جب قنوت عندالنازلہ جائز ہوئی تو ہر مصیبت پر جائز ہونی چاہئے جس طرح قلّت باراں وسیلاب، نازلہ، آندھی، امراض مختلفہ خاص کر وبااور طاعون کہ وہ اشدالنازلہ ہے "اور جواب دیا" ہمارا تمہارا قیاس بیکار ہے ان مصیبتوں کے لئے شارع علیہ السلام نے جداجدا طریقہ بتادیا اور اُن کا حکم بھی سنادیا چنانچہ کتب فقہ ان سے مملو ہیں الخ "اس کو قیاس بتانے کی جہالت اوپر مذکور ہوچکی مگر طاعون کو خود "اشد النازلہ" لکھنے سے رہاسہا اور بھی جہل کا پردہ کھول دیا، جب قنوت نازلہ ثابت اور طاعون سب سے سخت تر نازلہ ہے تواس کے لئے بدلالۃ النص قنوت ثابت اور دلالۃ النص سے اثبات کو قیاس بتانا سخت جہالت، اب مصنف "ضروری سوال" کی مثال اس ذی ہوش کی طرح ہے جس سے کہاجائے والدین کو مارنا حرام ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: **لاتقل لھما اُف** ماں باپ سے "ہوں" نہ کہہ۔ جب ہوں کہنے ممانعت ہے تومارنا اس سے سخت تر ہے بدرجہ اولٰی منع ہے وہ کہے "ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بیکار ہے "قرآن مجید میں توکہیں والدین کو مارنے کی ممانعت نہیں **ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔**

جہالت ۱۷: قطع نظر اس سے قلّت وکثرت باراں وسیلاب وزلازل و ریاح وامراض مختلفہ سب کے لئے جداجدا طریقہ شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کہاں بتایا، اگر اس بیان پر مصنف سے مطالبہ کیاجائے توخود ہی اپنی جہالت کااقرار کرناپڑے، بالفرض جداجدا طریقے ارشاد بھی ہوئے ہوں توسب کے لئے ایک طریقہ عامہ ہونے کی کیامنافی ہے، پھراس باب سے سوااپنے اظہار علم اور کیاحاصل ہوا،

جہالت ۱۸: اشباہ والنظائر والے صاحب نے فرمایا ہے کہ ۹۹۹ھ نوسوننانوے میں مصرالقاہرہ میں لوگوں نے مجھ سے پوچھا تھاطاعون میں قنوت پڑھنے سے، سومیں نے جواب دیاکہ اس کی تصریح کہیں نہیں، میں حکم نہیں کرسکتا، چنانچہ:

قولہ سئلت عنہ فی الطاعون سنۃ تسع و تسعین وتسعمائۃ بالقاھرۃ فاجبت بانی لم ارہ صریحا[45]۔	ان کا قول کہ قاہرہ میں مجھ سے طاعون کے وقت قنوت پڑھنے سے متعلق ۹۹۹ھ میں سوال کیاگیا تو میں نے جواباً کہا اس پر تصریح میرے مطالعہ میں نہیں آئی۔(ت)

صاحب اشباہ رحمہ اللہ کاانتقال ہشتم رجب ۹۷۰ھ کو ہوا۔ علامہ حموی شرح اشباہ فن ثانی کتاب الوقف میں نقل فرماتے ہیں:

قدتوفی المصنف رحمہ اللہ لثمان مضین	مصنف رحمہ اللہ تعالٰی کی وفات رجب ۹۷۰ھ

[45] الاشباہ والنظائر فائدہ فی الدعا لرفع الطاعون مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ۲/ ۶۲۔۲۶۱

من رجب سنة سبعين وتسعمائة[46]۔	میں ہوئی (ت)

آپ ۹۹۹ھ کا واقعہ اُن سے لکھوار ہے ہیں حقیقۃً اشباہ میں یہاں سنة تسع وستين وتسعمائة یعنی ۹۶۹ھ نو سوانہتر جسے آپ ۹۹۹ھ بتارہے ہیں۔

جہالت۱۹: اور پھر بیان کیا (یعنی صاحبِ اشباہ نے) کہ اگر کوئی قنوت پڑھا چاہے تو اکیلا دو رکعت نماز نفل کی نیت کرکے پڑھے چنانچہ

يقنت للطاعون لانه اشد عــہ۱ النوازل بل ذكره عــہ۲ انه يصلى ركعتين فرادى فرادى وينوى ركعتى عــہ۳ لدفع الطاعون[47]۔	قنوت پڑھے واسطے طاعون کے مقرر وہ بڑی سخت ہے سختیوں سے مگر جماعت سے نہ پڑھے بلکہ پڑھے دو دو رکعتیں اکیلے اکیلے اور نیت کرے دو رکعت نفل کی واسطے دفع طاعون، پورا ہوا حاصل مطلب اشباہ والے کا۔

قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت اشباہ کی نہیں بلکہ صاحب اشباہ سے ناقل عــہ۴ کی ہے اور اس میں بل ذکر کی ضمیر خود

عــہ۱: "ضروری سوال" میں یونہی لکھا اور اسی غلطی کی بناپر طاعون کو خود بھی اشد النازلہ کہا حالانکہ اشباہ میں من اشد النوازل ہے ۱۲ (م)

عــہ۲: هكذا بخطه وصوابه بل ذكر ۱۲ (م)	یہ ان کی تحریر ہے اور درست "بل ذکر" ہے (ت)
عــہ۳: هكذا بخطه وصوابه ركعتين (م)	یہ ان کی تحریر ہے درست "رکعتین" ہے۔ (ت)
عــہ۴: ظاہراً کہیں طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح دیکھنے کو مل گئی اس میں انہوں نے فرمایا تھا: النوازل، بل ذكر انه يصلى له ركعتين فرادى وينوى ركعتا رفع الطاعون[48]۔	اشباہ میں ہے کہ طاعون کے لئے قنوت پڑھی جائے کیونکہ یہ شدید مصائب میں سے ہے بلکہ یہ ذکر کیا کہ دو رکعات الگ الگ ادا کی جائیں اور ان کی نیت طاعون کے دفع کے لئے دو رکعات کی کی جائے۔ (ت) یہ صاحب اپنی خوش فہمی سے سمجھے کہ یہ سب عبارت فی الاشباہ کے تحت میں داخل ہے ۱۲ (م)

[46] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ فن ثانی، کتاب الوقف مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۳۰۸

[47] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ فن ثانی، کتاب الوقف مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۳۰۸

[48] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب الوتر مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۲۰۶

صاحب اشباہ کی طرف ہے جسے آپ نے چنانچہ کہہ کر عبارت اشباہ ہونے کا اشعار کیا اور بل ذکر کا مطلب کچھ نہ بنا لہٰذا اسے ترجمہ سے خارج کردیا طرفہ سخت جہالت فاحشہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھنے کے مسئلہ کو مسئلہ قنوت کا تتمہ بنادیا کہ "قنوت پڑھا چاہے تو اکیلا دو رکعت نفل کی نیت کرکے پڑھے" اور اسی لئے اپنی طرف سے ترجمے میں "مگر" تراش لیا کہ "مگر جماعت سے نہ پڑھے" حالانکہ کوئی کم علم بھی عبارتِ اشباہ خواہ عبارت مذکورہ ناقل عن الاشباہ دیکھ کر کسی طرح اس جہالت کا گمان بھی نہ کرے گا، اشباہ میں تو قنوت طاعون ثابت فرماکر نماز طاعون کا مسئلہ ہی جدا شروع فرمایا اور جداگانہ دلیلوں سے اس کا ثبوت دیا۔

حیث قال صرح فی الغایۃ بانه اذا نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلٰوۃ الفجر فالقنوت عندنا فی النازلة ثابت ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل وفی السراج الوھاج قال الطحاوی لایقنت فی الفجر عندنا من غیربلیة فان وقعت فلاباس به کذا فی الملتقط انتھی فان قلت ھل بله صلٰوۃ قلت ھو کالخسوف لما فی منیة المفتی فی الخسوف والظلمة فی النھار واشتداد الریح والمطروالثلج والافزاع وعموم المرض یصلی وحدانا انتھی ولاشك ان الطاعون من قبیل عموم المرض فتسن له رکعتان فرادی[49] ھمختصرا	الفاظ یہ ہیں کہ غایہ میں تصریح ہے کہ جب مسلمانوں پر کوئی بڑی مصیبت اُترے تو امام نماز فجر میں قنوت پڑھے، پس بڑی مصیبت کے وقت قنوت ہمارے نزدیک ثابت امر ہے اور بیشک طاعون بڑی مصیبتوں میں سے ہے السراج الوہاج میں ہے کہ طحاوی نے فرمایا کہ بغیر کسی مصیبت کے ہمارے نزدیک فجر میں قنوت نہ پڑھی جائے اور اگر کوئی مصیبت نازل ہوجائے تو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ ملتقط میں ہے انتہی اگر آپ پوچھیں کہ اس کے لئے نماز ہے تو میں کہتا ہوں کہ طاعون کا معاملہ خسوف کی طرح ہی ہے۔ منیۃ المفتی کے باب الخسوف میں ہے کہ سخت تاریکی، شدید طوفان، شدید بارش یا شدید ژالہ باری، شدید خوف یا مرض عام لاحق ہوجائے تو تنہا نماز ادا کریں، انتہی، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون ایسی مرض ہے جو عام لوگوں کو لاحق ہوجاتی ہے لہٰذا اس کے رفع کے لئے بھی دو رکعات تنہا ادا کرنا سنت ہوگا اھ مختصراً (ت)

اور ناقل نے بھی بل ذکر لکھ کر اسے جدا کردیا تھا مگر جب آدمی کو سہل سہل عبارت کا ترجمہ سمجھنے کی لیاقت نہ ہو تو مجبور ہے۔

[49] الاشباہ والنظائر فائدہ فی الدعاء لرفع الطاعون مطبوعہ مطبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۲۶۲

جہالت ۲۰: اس سے بھی سخت تر جہالت یہ کہ صاحب اشباہ کا مطلب وہ ٹھہرایا "کہ طاعون میں قنوت کی تصریح کہیں نہیں، میں حکم نہیں کرسکتا" اور عبارت یہ نقل کی کہ یقنت للطاعون جس کا آپ ہی ترجمہ کیا کہ "قنوت پڑھے واسطے دفع طاعون کے"۔ کیوں حضرت! کیا یہ حکم نہ ہوا، واقعہ جو بزرگوار اپنا لکھا آپ نہ سمجھ سکے پورا معذور ہے، یہ سردست بیس جہالتیں ہیں اور شروع کلام میں اولاً سے خامساً اور اس کے تنبیہ میں اول سے چہارم تک جو سخت وجوہ قاہرہ سے "ضروری سوال" کی بطالتیں جہالتیں ثابت کی گئیں انہیں شامل کیجئے تو یہاں تک **۲۹ جہالات** شدیدہ بیان ہوئیں اب **تیسویں جہالت** سب سے بڑھ کر سفاہت ملاحظہ ہو "ضروری سوال" کی ساری محنت وجانکاہی اپنے اس ادائے باطل کے اثبات کو تھی کہ فتنہ وغلبہ کفار کے سوا طاعون وغیرہ نوازل کی قنوت کذب باطل وبہتان بے ثبوت وگناہ وبدعت وضلالت وفی النار ہے جو اسے ثابت مانے اس پر حکم تعجیل توبہ واستغفار ہے ساڑھے پانچ ورق کی تحریر میں دس صفحے اسی مضمون میں سیاہ کئے یہ سب کچھ لکھ لکھا کر اب چلتے وقت حاشیہ پر ایک فائدہ کا نشان دیا "ف زمانہ طاعون میں نماز پڑھنے کی ترکیب" اور متن میں لکھا "ھذہ الکیفیۃ لصلٰوۃ الطاعون (یہ نماز طاعون کا طریقہ ہے۔ت) پہلے دل میں نیت کرکے زبان سے کہے نویت ان اصلی للّٰہ تعالٰی رکعتین صلٰوۃ النفل لدفع الطاعون متوجھا الی جھہ الکعبۃ الشریفۃ اللّٰہ اکبر (میں اللہ تعالٰی کی رضا کے لئے رفع طاعون کی خاطر، دو رکعات ادا کرتا ہوں اس حال میں کہ میں کعبۃ اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔ت) پھر دوسری رکعت کے آخر میں رکوع [عہ۱] رکوع میں جو قنوت ماثور [عہ۲] ہو پڑھے کہ مشتمل ہو اوپر طاعون کے، اور اگر ایسی قنوت اس کو یاد ہی نہ ہو تو ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وقنا ربنا عذاب النار پڑھے یہ آیہ وافی ہدایہ جامع جمیع ادعیہ کی ہے"۔ اللہ تعالٰی دلوں کے ارادے سب جانتا ہے چلئے وہ اگلا پچھلا لکھا لکایا بھولنا درکنار یہی یاد نہ رہا کہ "ضروری سوال" کی تحریر کس غرض کے لئے تھی کس بات کا دعوٰی، کاہے سے انکار تھا، اپنے زعم میں جنت کا راستہ کیا طریق نار تھا خود ہی کذب وبہتان بنانے لگے ضلالت وفی النار کی ترکیبیں بنانے لگے، یارب مگر اسے اختلال حواس کے سوا کیا کہئے، طرفہ یہ کہ اوپر سوال قائم کیا تھا" بارادہ دفع طاعون ووبا کون سی قنوت ہے "اور جواب دیا تھا" کہیں پتا نہیں "۔ اب حکم ہوتا ہے کہ قنوت ماثورہ پڑھے کہ مشتمل ہو اوپر طاعون کے"۔ اب خدا جانے کہاں سے اس کا پتا لگ گیا۔ **تصحیف اغلاط** یعنی عبارت کچھ ہے اور پڑھیں کچھ، یوں توزیادت ونقص وتبدیل ہر قسم کی خطا اس "ضروری سوال" میں، موجود ہے یہیں

عہ۱ یہ ترکیب بھی نئی ہے قنوت میں علماء مختلف ہیں کہ قبل رکوع ہے یا بعد، آپ فرماتے ہیں خود رکوع میں پڑھے ۱۲(م)

عہ۲ تحریر زید میں یونہی ہے جیسے کچہریوں میں پیچ کو پیچ مقبولہ لکھتے ہیں۔ ۱۲(م)

"قنا ربنا عذاب النار" کو آیت بنادیا حالانکہ قرآن عظیم میں قنا کے بعد لفظ ربنا کہیں نہیں، من اشد النوازل سے من اڑا کر طاعون کو 'اشد النازلة' کہا اور اپنے ہی پاؤں پر تیشہ مارا عبارت اشباہ میں سبعین کو تسعین بنایا مگر زیادہ اظہار علم کو تصحیفین یہ ہیں شیبان بن فروخ کو اصل عبارت سند اور ترجمہ دونوں میں شیبان بن فرخ عــہ۱ لکھا یہ نام صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں خدا جانے کتنی جگہ آیا ہے اگر یہ کتابیں پڑھی ہوتیں تو ایسی غلطی نہ ہوتی اللھم اشدد وطأتك علی مضر دو جگہ آیا دونوں جگہ وطائک بہمزہ عــہ۲ بجائے تا بنایا، اور قبیلہ قارہ کو کہ یہ لفظ بھی دو جگہ وارد ہوا تھا دونوں جگہ صاف فارہ عــہ۳ بحرف فا بجائے قاف تحریر کیا۔ اور سب میں اخیر کا لطیفہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مناجات مروی ہے:

اللھم لاقابض لمابسطت ولاباسط لما قبضت ولا ھادی لماضللت ولامضل لمن ھدیت، ولا معطی لما منعت و لامانع لمااعطیت، ولا مقرب لما باعدت ولامباعد لماقربت[50]۔	اے اللہ! جس چیز کو تو نے کشادہ کیا اسے کوئی سمیٹنے والا نہیں، اور جسے تو نے بند کردیا اسے کوئی کھولنے والا نہیں اور جس کو تو نے ہدایت دی اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو تو نے گمراہ کیا اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں، اور جو تو نے عطا کیا اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو نے روک لیا اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، اور جس کو تو نے دور کردیا اس کو قریب کرنے والا کوئی نہیں، جس کو تو نے قریب کیا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں۔ (ت)

آپ اسے لکھتے ہیں اللھم لاقابض لمابسطت ویاباسط لماقبضت۔ اہل علم کی غلطی اس طرح کی نہیں ہوتی، اتنا بھی نہ سمجھا کہ یوں ہوتا تو یاقابضا لمابسطت ویاباسطا لماقبضت نصب کے ساتھ ہوتا نہ بالضم کہ بوجہ حصول معمول کلمہ شبہ مضاف ہو کر مفرد نہ رہا اور نصب واجب ہوا کقولك یاطالعا جبلا ویاخیرا من زید' اور یہ جو حدیث نقل کی جس میں یہ مناجات مذکور ہوئی

عــہ۱: یعنی چوزہ ۱۲ (م) عــہ۲: یعنی نشیب ۱۲ (م) عــہ۳: یعنی چوہا ۱۲ (م)

[50] مسند الامام احمد بن حنبل حدیث عبداللہ الزرقی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/ ۴۲۴، در منثور تحت آیت ولکن اللہ حبب الیکم الایمان مطبوعہ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۶/ ۸۹، کنز العمال غزوہ احد حدیث ۳۰۰۴۷ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت ۱/ ۴۳۳

علمائے ناقدین اسے سخت منکر بتاتے ہیں، یہاں تک کہ امام ذہبی فرماتے ہیں: **اخاف ان لایکون موضوعا** میں ڈرتا ہوں کہیں موضوع نہ ہو۔ خاتم الحفاظ امام جلیل سیوطی جمع الجوامع میں اسے نقل کرکے لکھتے ہیں' اغلاط ترجمہ ' گزری جہالتوں کے بیان میں ، متعدد جگہ واضح ہوا کہ زید کو سیدھی سادی عربی سمجھنے اور اس کا ٹھیک ترجمہ کرلینے کی استعداد نہیں اور میں ایسے ترجموں کا شاکی بھی نہیں کہ ان یدعو لقوم اور علٰی قوم کے ترجمے میں لکھا: "واسطے دعا کرنے کے کسی قوم کے لئے یا اوپر بددعا کرنے کے کسی قوم پر" یا "سندہ صحیح" کا ترجمہ "سند اس حدیث کی بہت صحیح ہے" یا "**عن ابی مالك سعد بن طارق الاشجعی**" کا ترجمہ "روایت کی مالک سعید بیٹے طارق اشجعی نے"، لطیف خوش فہمیوں کے ترجمے وہ ہیں جن کا بیان جہالات ۵و۸۶و۱۱و۱۲و۱۹ میں گزرا علی الخصوص ثلثۃ اخیرہ، اور اسی قبیل سے ہے: **اللھم انج الولید بن الولید ومسلمۃ بن ھشام وعیاش بن ابی ربیعۃ و المستضعفین من المؤمنین وغفار غفر اللہ لھا واسلم سالمھا اللہ**عــہ[51] کا ترجمہ "اے پروردگار خلاصی بخش ولید اور مسلمہ اور عیاش کو اور ناتواں مومنوں کو اور قبیلہ غفار کو مغفرت کرے اللہ اُن کی اور قبیلہ اسلم کو سلامت رکھے اللہ ان کو یعنی شر سے اعدا کے غفار غفراللہ لہا واسلم سالمہااللہ" دو مستقل جملے جداگانہ خبریہ یا دعائیہ ہیں۔

عــہ: سالمھا اللہ کا ظاہر ترجمہ اللہ نے اُن سے صلح کی،
علیه درج فی اشعۃ اللمعات وفی الصراح مسالمۃ مصالحۃ وفی القاموس سالما صالحا وفی تاج العروس ومنه الحدیث اسلم سالمھا اللہ وھو من المسالمۃ و ترك الحرب وفی مجمع البحار اسلم سالمھا اللہ ھو المسالمۃ وترك الحرب ۱۲(م)

اسی معنی کو اشعۃ اللمعات میں بیان کیا، اور صراح میں ہے مسالمۃ، مصالحۃ کو کہتے ہیں اور قاموس میں ہے سالما کا معنی صالحا ہے اور تاج العروس میں ہے کہ اسی سے حدیث اسلم سالمھا اللہ ہے۔ اس کا معنی صلح جوئی اور جنگ نہ کرنا ہے اور مجمع البحار میں ہے اسلم سالمھا اللہ کا معنی صلح جوئی اور جنگ نہ کرنا ہے۔ ۱۲(ت)

[51] صحیح بخاری باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ قدیم کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۶، عمدۃ القاری شرح بخاری باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۷/ ۲۶

اقول: والاول عندی اولی لقول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسلم سالمھا اللہ وغفار غفر اللہ لھا اما واللہ ماانا قلتہ ولکن اللہ[52] قالہ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ واحمد والطبرانی فی الکبیر والحاکم عن سلمۃ بن الاکوع وابوبکر بن ابی شیبۃ عن خفاف بن ایماء الغفاری وابویعلی الموصلی عن ابی برزۃ الاسلمی رضی اللہ تعالٰی عنھم۔	اقول: میرے نزدیک پہلا احتمال اولٰی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالٰیعلیہ وسلم نے فرمایا: اسلم سے اللہ تعالٰی نے مغفرت فرمائی، خبردار! خدا کی قسم میں نے یہ بات خود نہیں کی لیکن اللہ تعالٰی نے فرمائی ہے۔ اس کو امام مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اور امام احمد نے اور طبرانی نے کبیر میں اور امام حاکم نے سلمہ بن اکوع اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے خفاف ابن ایماء غفاری سے اور ابویعلی موصلی نے ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔(ت)

مصنف "ضروری سوال" نے اپنی نادانی سے غفار واسلم کو ولید پر معطوف اور انج کے نیچے داخل سمجھا گویا یہ قبائل انصار بھی مثل ولید و سلمہ وعیاش وضعفائے مومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ اجمعین دست کفار میں گرفتار تھے ان سب کی نجات کے لئے دعا فرمائی جاتی تھی حالانکہ یہ حدیث اس حدیث سے جُدا ہے صحیح بخاری شریف صفۃ الصلٰوۃ میں بے ذکر غفار واسلم صرف حدیث اول روایت فرمائی اور استسقا میں کہ اسے اس کے ساتھ روایت کیا صاف فصل بتادیا

حیث قال عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذا رفع رأسہ من الرکعۃ الاخرۃ یقول اللھم انج عیاش بن ابی ربیعۃ اللھم انج سلمۃ بن ھشام اللھم انج الولید بن الولید اللھم انج المستضعفین من المؤمنین اللھم اشدد وطأتك علی مضر	جہاں فرمایا، ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام آخری رکعت سے سر اٹھاتے تو یہ کہتے اے اللہ! نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو، اے اللہ! نجات دے سلمۃ بن ہشام کو، اے اللہ نجات دے ولید بن ولید کو، اے اللہ! نجات دے مومنین میں سے ضعیفوں کو، اے اللہ! تو اپنی سخت گرفت فرما مضر پر، اے

[52] صحیح مسلم باب من فضائل غفار واسلم الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۳۰۶، مسند احمد بن حنبل حدیث سلمہ بن الاکوع مطبوعہ دارالفکر بیروت ۴/ ۴۸

اللھم اجعلھا اسنین کسنی یوسف وان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال غفار غفراللہ لھا واسلم سالمھا اللہ تعالٰی[53]۔	اللہ! ان پر قحط مسلط فرما جس طرح یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط ہوا۔ اور حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا: غفار کے لئے اللہ تعالٰی نے مغفرت فرمائی ہے اور اسلم سے اللہ تعالٰی نے صلح فرمائی ہے۔ (ت)

فتح الباری و عمدۃ القاری و ارشاد الساری شروح صحیح بخاری میں ہے:

قولہ وان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ حدیث اخروھو عند (البخاری) بالاسناد المذکور کانہ سمعہ ھکذا فاوردہ کما سمعہ زاد العینی وقد اخرجہ احمد کما اخرجہ البخاری[54]۔	قولہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ (یہ دوسری حدیث ہے اور یہ بخاری کے ہاں مذکورہ سند سے ہی مروی ہے، گویا انہوں نے اسی طرح سن کر شامل کرلیا۔ اور عینی نے یہ بات زیادہ لکھی کہ اس کو امام احمد نے بھی تخریج کیا جس طرح اس کو امام بخاری نے تخریج کیا۔ (ت)

ذی ہوش نے یہ بھی نہ دیکھا کہ روایت میں غفار مرفوع ہے نہ منصوب نہ ولید پر عطف کیونکر ممکن **اغلاط روایت** "ضروری سوال" میں واقعہ بئر معونہ بطور خود ذکر کیا جسے بے اصل اغلاط سے بھر دیا، خلاصہ عبارت یہ ہے ایک عامر بیٹا مالک کا دو گھوڑے دو[۲] اونٹ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس ہدیہ لایا حضور نے فرمایا ہم کافر کا ہدیہ قبول نہیں کرتے، وہ اسلام تو نہ لایا مگر انکار بھی نہ کیا اور بولا اے حبیب خدا! میرے پیچھے ایک قوم ہے آپ چند اصحاب ہمراہ دو تو امید کہ وہ سب مسلمان ہو جائیں، آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ستر یا چالیس جوان انصار عـــہ سے جو سب کے سب قرآن مجید کے حافظ تھے عامر کے ہمراہ کر دیئے اور ایک راہبر بھی ہمراہ ہو لیا ان

عـــہ: سب انصاری نہ تھے بعض مہاجر تھے خمیس میں ہے: کان اکثرھم من الانصار واربعۃ من المھاجرین[55] (ان میں اکثر انصار تھے اور چار مہاجرین۔ ت) (باقی اگلے صفحہ پر)

[53] صحیح بخاری ابواب الاستسقاء باب دعاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۶

[54] عمدۃ القاری شرح بخاری ابواب الاستسقاء باب دعاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۷/ ۲۶، فتح الباری ابواب الاستسقاء باب دعاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۴۱۰، ارشاد الساری ابواب الاستسقاء باب دعاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ دار الکتاب العربیہ بیروت ۲/ ۲۳۶

[55] تاریخ الخمیس سریۃ المنذر الٰی بئر معونۃ مطبوعہ موسسۃ شعبان بیروت ۱/ ۴۵۲

پر منذر کو سردار کیا اور بنام عامر بن طفیل ایک خط لکھوا کر حوالہ منذر کے کردیا، یہ صحابہ بئر معونہ کے قریب پہنچ کر وہیں قیام کیا پھر ایک شخص کے ہاتھ وہ خط عامر بن طفیل کے پاس بھجوادیا، جب وہ خط عامر بن طفیل نے پڑھا آگ کا شعلہ بن گیا اور جھپٹ کر خط پہنچانے والے کو قتل کرڈالا، پھر اپنے تمام حلیفوں اور قبیلوں کی کمک کے ساتھ اُن صحابہ کو قتل کرڈالا اور منذر کو زندہ قید کرلیا، قطع نظر اس سے **اوّلاً** عامر بن مالک ابوبراء نے "اے حبیب خدا" ہر گز نہ کہا کہ یہ خاص کلمہ اسلامی تھا۔

ثانیاً: ہمراہ ہولیا" سے ظاہر یہ کہ بطور خود ساتھ ہولیا حالانکہ حدیث میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مطلب سلمی رضی اللہ تعالٰیعنہ کو رہبری کے لئے ہمراہ فرمادیا تھا۔

فقد اخرج الطبرانی من طریق عبداللّٰه ابن لهیعة عن ابی الاسود عن عروة قال ثم بعث النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم المنذر بن عمروالساعدی وبعث معه المطلب السلمی لیدلهم علی الطریق، الحدیث ذکر فی الاصابة فی ترجمة المطلب[56]۔	طبرانی نے اس کی تخریج عبداللہ بن لہیعہ کے طریق سے انہوں نے ابوالاسود انہوں نے عروہ سے روایت کیا، کہا کہ پھر حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے منذر بن عمرو الساعدی کو بھیجا اور ان کے ساتھ مطلب اسلمی کو بھی بھیجا تاکہ ان کو راستہ بتائیں، الحدیث۔ اس کو الاصابہ میں مطلب کے عنوان کے تحت ذکر کیا۔(ت)

ثالثاً فرمان اقدس خاص بنام عامر بن طفیل نہ تھا بلکہ رؤسائے نجد و بنی عامر کے نام تھا، خمیس میں ہے: وکتب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مدارج میں ہے: اکثر ایشاں انصار بودند وبعضے از مہاجراں[57] (ان میں اکثر انصار تھے اور کچھ مہاجر تھے۔ت) نیز خمیس میں ہے:

لم یکن القراء المذکورون کلهم من الانصار بل کان بعضهم من المهاجرین مثل عامر بن فهیرة مولی ابی بکر الصدیق ونافع بن بدیل بن ورقاء الخزاعی وغیرهما رضی اللّٰه تعالٰی عنهم[58]۔	مذکور تمام اقراء انصار نہ تھے بلکہ کچھ مہاجر بھی تھے، جیساکہ عامر بن فہیرہ مولٰی ابوبکر الصدیق اور نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی وغیرہما رضی اللہ تعالٰی عنہم مہاجر تھے۔(ت)

[56] الاصابہ فی تمیز الصحابۃ بحوالہ الطبرانی ترجمہ عبدالمطلب السلمی ۸۰۲۹ مطبوعہ دار صادر بیروت ۳/ ۴۲۵

[57] مدارج النبوۃ سریہ بئر معونہ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۱۴۳

[58] تاریخ الخمیس سریۃ المنذر بن عمروالٰی بئر معونۃ مطبوعہ مؤسسۃ شعبان بیروت ۱/ ۴۵۲

کتاباً الٰی رؤساء نجد وبنی عامر[59] (اور آپ نے نجد کے رئیسوں اور بنی عامر کے نام خط لکھا۔ت) مدارج میں ہے: مکتوبے بروسائے نجد وبنی عامر نوشت[60]۔

رابعاً حافظ قرآن کے اگریہ معنی کہ قرآن مجید سے کچھ یاد تھا تو اس میں ان صحابہ کی کیا خصوصیت، انہیں قُرّاء نام رکھنے کی یہ وجہ نہیں ہوسکتی اور اگر یہ مراد کہ جس قدر قرآن عظیم اس وقت اُترا وہ سب اُن سب کو یاد تھا تو اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ انہیں قرّاء کہنے کی وجہ یہ کہ شب کو درس وتلاوتِ قرآن مجید میں بکثرت مشغول رہتے۔ صحیح بخاری ف میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے: **یتدارسون القراٰن باللیل ویصلون**[61] (رات کو قرآن مجید اور نمازپڑھتے۔ت) عمدۃ القاری کتاب الجھاد باب العون بالمدد میں ہے: **سموا بہ لکثرۃ قراءتھم**[62] (قراء اس لئے انہیں کہا گیا کہ کثرت سے قرآن پاک پڑھتے تھے۔ت)

خامساً عامر بن طفیل کے خاص اپنے قبیلہ بنی عامر نے ہرگز کمک نہ دی بلکہ صاف انکار کردیا کہ تیرا چچا عامر بن مالک انہیں اپنی پناہ میں لے چکا ہے ہم اس کا ذمہ ہرگز نہ توڑیں گے۔ مواہب لدنیہ میں ہے:

استصرخ علیھم بنی عامر فلم یجیبوہ، وقالوا لن تخفراباَبراء ، وقد عقدلھم عقداً وجواراً[63]۔	عامر بن طفیل نے مسلمانوں کے خلاف بنوعامر قبیلہ کو مدد کے لئے آواز دی پس انہوں نے مدد سے انکار کیا اور انہوں نے صاف کہہ دیا ہم تیرے چچا ابوبراء کا معاہدہ نہیں توڑیں گے کیونکہ اس نے ان مسلمانوں کو پناہ دینے کا معاہدہ کر رکھا ہے۔ت)

[59] تاریخ الخمیس سریۃ المنذر بن عمرو الٰی بئر معونہ مطبوعہ موسسۃ شعبان بیروت ۱/ ۴۵۲

[60] مدارج النبوۃ سریہ بئر معونہ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۱۴۳

[61] صحیح بخاری کتاب الجہاد مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۳۱، صحیح بخاری کتاب المغازی مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۵۸۲، مسند احمد بن حنبل از مسند انس رضی اللہ تعالٰی عنہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/ ۲۳۵ و ۲۷۰۔ شرح الزرقانی علی المواہب سریہ بئر معونہ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۷۵

[62] عمدۃ القاری شرح بخاری باب العون بالمدد مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۴/ ۳۱۰

[63] مواہب لدنیہ سریہ بئر معونہ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۲۶

ف: صحیح بخاری میں یہ حدیث دو جگہوں پر منقول ہے اس میں یتدارسون کی جگہ یحطبون کا لفظ ہے البتہ بعینہٖ انہی الفاظ کے ساتھ یہ حدیث شرح الزرقانی میں موجود ہے حوالہ ملاحظہ ہو۔ **نذیر احمد سعیدی**

سیرت ابن ہشام میں ہے:

استصرخ علیھم بنی عامر فابوا ان یجیبوہ الی مادعالھم الیہ وقالوا لن نخفر ابی اخر مامر[64]۔	عامر بن طفیل نے مسلمانوں کے خلاف بنوعامر کو اپنی مدد کے لئے پکارا توانہوں نے اس کی مدد کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ ہم تیرے چچا کا معاہدہ نہیں توڑیں گے الخ۔(ت)

خمیس میں ہے:

استصرخ عامر بن الطفیل بنی عامر علی المسلمین فامتنعوا وقالوا لانخفر ذمۃ ابی براء عمک[65] الخ۔	عامر بن طفیل نے بنوعامر کو مسلمانوں کے خلاف کاروائی کے لئے آواز دی توانہوں نے انکار کیا اور کہا تیرے چچا ابوبراء کے ذمہ کو نہیں توڑیں گے الخ۔(ت)

مدارج میں ہے: تمامہ بنی عامر از جنگِ مسلمانان اباآوردند[66] (تمام بنوعامر نے مسلمانوں سے جنگ کرنے سے انکار کردیا۔ ت)

سادساً: عامر بن طفیل کا حامل فرمان اقدس حرام بن ملحان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہید کرنا بھی خلاف تحقیق ہے بلکہ ان کا قاتل اور شخص تھا کہ بعد کو سلام لے آیا کما رواہ الطبرانی عن ثابت البنانی عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه (اس کو طبرانی نے ثابت بنانی سے انہوں نے انس بن مالک سے روایت کیا۔ت) اور عدواللہ عامر بن طفیل کفرپر مرا کما فی صحیح البخاری عن اسحٰق بن ابی طلحۃ عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه (جیسا کہ صحیح بخاری میں اسحٰق بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے روایت کیا۔ت) صحیح بخاری شریف میں ہے:

جعل یحدثھم فاومأ والی رجل فاتاہ من خلفہ فطعنہ[67]۔	یعنی حرام رضی اللہ تعالٰی عنہ ان کافروں کو پیام اقدس پہنچاتے اور ان سے باتیں فرمارہے تھے کہ انہوں نے کسی کو اشارہ کیا اس نے پیچھے سے آکر نیزہ مارا۔(ت)

امام حافظ الشان عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا: لم اعرف اسم الرجل الذی طعنہ[68] مجھے اس

---

[64] سیرت ابن ہشام سریہ بئر معونہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/ ۱۸۵

[65] تاریخ الخمیس، سریہ المنذر الی بئر معونہ، مطبوعہ موسسۃ شعبان بیروت ۱/ ۴۵۲

[66] مدارج النبوۃ سریہ بئر معونہ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۱۴۴

[67] صحیح بخاری غزوۃ الرجیع ورعل وذکوان الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۵۸۶

[68] فتح الباری شرح البخاری غزوۃ الرجیع ورعل وذکوان الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۸/ ۳۹۱

نیزہ مارنے والے کا نام معلوم نہ ہوا۔ زرقانی شرح مواہب میں ہے:

فی الطبرانی من طریق ثابت عن انس ان قاتل حرام بن ملحان اسلم وعامر بن الطفیل مات کافرا کما تقدم انتھی من الفتح[69]۔	طبرانی میں ثابت کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حرام بن ملحان کا قاتل مسلمان ہوگیا اور عامر بن طفیل کفر پر مرا جیسا کہ پہلے فتح الباری سے گزرا انتہی۔ (ت)

سابعاً: ان سب سے قطع نظر کے بعد اس میں ایک غلطی یہ ہے کہ "جب وہ خط عامر نے پڑھا آگ بگولہ ہوگیا"۔ کتب سیر میں تصریح ہے کہ اس خبیث نے فرمان اقدس تک نہیں۔ سیرت ابن اسحٰق و سیرت ابن ہشام و مواہب لدنیہ میں ہے: لما اتاہ لم ینظر الی الکتاب[70] (جب اسے حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا خط ملا تو اس نے خط نہ پڑھا۔ ت)

ثامناً: سخت غلطی فاحش یہ ہے کہ "منذر کو زندہ قید کرلیا" حالانکہ منذر رضی اللہ تعالٰی عنہ عین معرکہ میں شہید ہوئے، معالم التنزیل ف میں ہے:

قتل المنذر بن عمرو اصحابه الاثلثة نفر کانوا فی طلب ضالة لھم[71] الخ	منذر بن عمرو اور اس کے ساتھی شہید ہوئے صرف وہ تین بچے جو ایک گم شدہ کی تلاش میں گئے تھے الخ۔ (ت)

مدارج میں ہے:

تمام اصحاب شہید شدند الا منذر بن عمرو باو گفتند اگر خواہی ترا امان دہیم اوامان ایشاں راقبول نہ کرد و باایشاں مقاتلہ کرد تا شہید شد[72]۔	تمام صحابہ شہید ہوگئے مگر منذر بن عمرو کو انہوں نے کہا اگر تو چاہے تو ہم تجھے امن دیں مگر اس نے ان کا امن قبول نہ کیا اور ان سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ (ت)

سیر تین ابنائے اسحاق وہشام میں ہے:

لما رأوھم اخذوا سیوفھم ثم قاتلوھم حتی قتلوا من عند اخرھم یرحمھم اللہ	جب کفار نے مسلمانوں کو دیکھا تو کفار نے ان سے تلواریں چھین لیں اور پھر ان کو شہید کردیا مگر انہوں نے

[69] شرح الزرقانی علی المواہب سریہ بئر معونہ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۲ /۷۶

[70] مواہب لدنیہ سریہ بئر معونہ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۲۶، تاریخ الخمیس سریہ منذر بن عمرو الی بئر معونہ مطبوعہ مؤسسۃ شعبان بیروت ۱/ ۴۵۳

[71] معالم التنزیل

[72] مدارج النبوۃ، سریہ بئر معونہ، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۱۴۴

ف: معالم التنزیل میں منذر بن عمرو کا ذکر دو جگہ (ص ۷۱۴ و ۴۴۸) پر نظر سے گزرا ہے وہاں یہ عبارت نہیں مل سکی البتہ تاریخ الخمیس میں معالم التنزیل کے حوالے سے بعینہٖ یہی عبارت نقل کی ہے اس لئے تاریخ الخمیس سے حوالہ نقل کیا ہے۔ نذیر احمد

الا کعب بن زید اخابن دینار بن النجار فانهم ترکوه وبه رمق فارتث من بین القتلی فعاش حتی قتل یوم الخندق شهیدا یرحمہ اللّٰه[73]	کعب بن زید، دینار بن نجار کے بھائی کو زخمی حالت میں چھوڑ دیا اور لاشوں میں سے وہ زندہ رہے اور بعد میں وہ اپنی زندگی میں جنگ خندق میں شریک ہوئے اور وہاں وہ شہید ہوئے، رحمہ اللہ تعالٰی (ت)

مواہب میں ہے: قتلوا الی اخرهم الا کعب بن زید[74] الخ (انہوں نے سب کو شہید کر دیا صرف کعب بن زید زندہ بچے الخ۔ت)

خمیس میں ہے: قتلوا من عند اخرهم الا کعب بن زید[75] الخ (انہوں نے کعب بن زید کے علاوہ سب کو موقعہ پر شہید کر دیا الخ۔ ت) خود حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی۔

ان اخوانکم لقوا المشرکین فاقتطعوهم فلم یبق منهم احد وانهم قالوا ربنا قومنا انا قد رضینا ورضی عنا ربنا فانا رسولهم الیکم قد رضوا ورضی عنهم[76] رواه الحاکم عن ابن مسعود رضی اللّٰه تعالٰی عنه۔	تمہارے بھائی مشرکین سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے ان میں سے کوئی نہ بچا اور انہوں نے شہید ہوتے ہوئے یہ دعا کی کہ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچادے کہ ہم اللہ تعالٰی سے راضی ہوئے اور اللہ تعالٰی ہم سے راضی ہوا، حضور علیہ السلام نے فرمایا میں ان کا پیغام تمہیں پہنچا رہا ہوں کہ وہ بھی اور اللہ بھی راضی ہوا۔ اس کو حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

فریب دہی عوام: جہالت واغلاط کثیرہ کے ساتھ فریب دہی عوام بھی "ضروری سوال" میں ضرور ہے:

فریب ۱: حدیث مذکور ابن حبان ذکر کی جو صراحۃً مطلق تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے نفع یا ضرر کی دعا فرمائی ہوتی تو مصنف "ضروری سوال" نے اس کا ترجمہ لکھ کر معاً جوڑ لگا دیا "یعنی سوا اس کے پیمبر خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور کسی مصیبت پر قنوت نہیں پڑھتے تھے" جس سے عوام سمجھیں حدیث مین کسی خاص مصیبت کا ذکر ہے اسی کے لئے قنوت پڑھنے کا ثبوت ہے

[73] سیرت ابن ہشام سریہ بئر معونہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/ ۱۸۵
[74] مواہب لدنیہ سریہ بئر معونہ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۲۶
[75] تاریخ الخمیس سریہ بئر معونہ مطبوعہ مؤسسۃ شعبان بیروت ۱/ ۴۵۲
[76] المستدرک علی الصحیحین کتاب الجہاد قول الشہداء ربنا بلغ الخ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/ ۱۱

باقی بے ثبوت، اس مغالطے سے جو فائدہ اٹھانا چاہا اسے یہیں ظاہر بھی کردیا کہ "اب یہاں سے سمجھا گیا کہ کفار ظلم کریں تو نماز فجر میں نصرت چاہے، طاعون یا وبا کے لئے قنوت ثابت نہیں" حالانکہ ہر ابجد خواں عربی بتاسکتا ہے یہ محض دھوکا دیا ہے حدیث میں اصلاً کسی مصیبت خاص کا نام نہیں جس کے غیر پر نفی قنوت ہو۔

فریب ۲: قنوت نازلہ خود بھی غیر منسوخ مانی اگرچہ خاص ایک نازلے میں۔ اب جو اس پر سند پیش کرنی ہوئی تو علامہ طحطاوی و علامہ شامی و محقق سامی بحر طامی صاحب اشباہ نامی کا دامن پکڑا کہ "چنانچہ حاشیہ در مختار طحطاوی و علامہ شامی و اشباہ والنظائر وغیرہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے" حالانکہ اوپر واضح ہوچکا کہ یہ علمائے کرام تو نہ صرف تعمیم نوازل بلکہ خاص طاعون ہی کے لئے قنوت ثابت کرتے ہیں جس کے سبب معاذاللہ اس شخص کے نزدیک کذب و بہتان میں پڑے ہیں ان کے کلام پورے طور پر نقل نہ کرنا در کنار جو عبارت ان کے نام سے نقل کی اس میں دو کارروائیاں کیں، ایک یہ کہ خود ان کے ترجمہ کلام میں وہ الفاظ ملادیئے جو اپنے ساختہ مذہب کے مطابق تھے، دوسرے یہ کہ ایک عربی عبارت اپنی طرف سے بنا کر اس کلام سے ملادی اور سب کا ایک ساتھ ترجمہ کردیا جس سے ناواقف کو دھوکا ہو کہ یہ سارا کلام ان علمائے کا ہے، وہ نقل و ترجمہ ملخصاً یہ ہے: "وغیرہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے اور وہ یہ ہے کہ

وقدقنت ابوبکر الصدیق وعمر وعلی ومعٰویة فالقنوت فی النازلة ثابت فافھم واغتنم قلت والمراد بالنازلة ھناك ھوالذی مذکور فی الاحادیث ولایقاس علی غیرہ واللہ اعلم۔	ترجمہ اور مقرر قنوت پڑھی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور حضرت علی اور حضرت معٰویہ نے پس قنوت بیچ واقع ہونے سختی اور فتنہ اور فساد اور غلبہ کفر اشرار کے ثابت ہے سو سمجھ اور غنیمت جان، اب کہتا ہوں میں کہ مراد نازلہ سے اس جگہ وہی نازلہ مراد ہے جو مذکور ہوا ہے حدیثوں میں، اور نہیں عـــہ خیال کیا جاوے گا اوپر غیر اس نازلہ کے اعنی ہر ایک نازلہ نہیں"۔

ترجمہ اصل میں "فتنہ و فساد و غلبہ کفار اشرار" لفظ بڑھادیئے کہ نرے بے علم کہیں دیکھو جو بات مولوی صاحب نے کہی تھی وہی ان کتابوں میں لکھی ہے ورنہ اصل عبارت علماء میں نہ ان لفظوں کا اصلاً پتانہ اس غرض فاسد کے سوا ترجمہ میں اس پیوند کا کوئی منشا، پھر قلّت سے آخر تک ایک عبارت عربی گھڑ کر عبارت سے ملادی اور اس کا ترجمہ اردو کیا کہ ناواقف کم علم جانیں یہ قلّت اُنہی علمانے فرمایا ہے

عـــہ اس خوبی علم کو دیکھئے کہنا یہ مقصود ہے کہ لایقاس علیہ غیرہ اور نازلہ اس پر قیاس نہ کیا جائے گا اور کہا یہ کہ لایقاس علی غیرہ نہ قیاس کیا جائے گا اوپر غیر اس نازلہ کے۔ (م)

ورنہ یہ کہیں کادور نہیں کہ اردو رسالے میں جو بات اردو ہی زبان میں ظاہر کرنی ہواسے پہلے عربی میں بولیں پھر اپنی عربی کی اردو کریں اور کلام علماء میں قلّت ہزار جگہ ہوتا ہے توصاف اسی طرف ذہن جائے گا کہ یہ کلام بھی اُنہی کا ہے۔

فریب۳: اشباہ میں فرمایا تھا:

فائدۃ فی الدعاء برفع الطاعون سئلت عنہ فاجبت بانی لم ارہ صریحا[77]۔	یعنی فائدہ طاعون دور ہونے کی دعا میں، مجھ سے اس کا سوال ہوا تھا میں نے جواب دیا کہ اس کی تصریح میں نے نہ دیکھی۔

پھر غایہ شمنی وفتح القدیر کی وہ عبارتیں نقل فرمائیں کہ نازلہ کی قنوت پڑھے، پھر فرمایا:

فالقنوت عندنا فی النازلۃ ثابت، ولاشك ان الطاعون من اشد النوازل[78]۔	یعنی ان عبارات سے واضح کہ ہمارے نزدیک بلامیں قنوت ثابت ہے اور شک نہیں کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے۔

پھر اس دعوے کے ثبوت کو کہ نازلہ ہر شدت وسختی کو عام ہے مصباح و قاموس و صحاح کی عبارات مذکورہ سابق نقل فرمائیں پھر عبارت سراج وہاج وملتقط و کلام امام طحاوی ثبوت مؤکد قائم فرمایا کہ جو کوئی بلا ہو اس کے لئے قنوت پڑھنے میں حرج نہیں کسی عاقل غیر مجنون کے نزدیک اس کلام کے معنی سوا اس کے کچھ نہیں ہو سکتے کہ طاعون کے لئے قنوت پڑھی جانے کو فرما رہے ہیں، لاجرم علامہ سید شرف طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں فرمایا:

فی الاشباہ یقنت للطاعون لانہ من اشد النوازل[79]۔	یعنی اشباہ میں ہے کہ طاعون کے لئے قنوت پڑھے اس لئے کہ وہ سخت تر بلاؤں میں سے ہے۔

اب مصنف "ضروری سوال" کی سنئے "اشباہ والنظائر والے صاحب نے فرمایا ہے لوگوں نے مجھ سے پوچھا طاعون میں قنوت پڑھنے سے سومیں نے جواب دیا کہ صریح مسئلہ اس کا کہیں نہیں دیکھا میں حکم کر نہیں سکتا"۔ اول تو سوال خاص قنوت طاعون سے ہونا بنادیا کہ جو جواب گھڑا جائے گا وہ بالتخصیص صراحۃً اسی پر وارد ہو، پھر جواب میں یہ لفظ اپنی طرف سے بڑھادیئے کہ "میں حکم کر نہیں سکتا" حالانکہ عبارت اشباہ

[77] الاشباہ والنظائر فائدہ فی الدعاء لرفع الطاعون مطبوعہ مطبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۲۶۱

[78] الاشباہ والنظائر فائدہ فی الدعاء لرفع الطاعون مطبوعہ مطبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۲۶۲

[79] حاشیۃ الطحطاوی باب الوتر مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص۲۰۶

میں اس کا وجود مفقود بلکہ بالتصریح اس میں قنوت کا حکم دینا موجود، اسے کس درجہ کی تحریف وبددیانتی ومغالطہ وفریب دہی کہا چاہئے والعیاذ باﷲ رب العلمین ولاحول ولاقوۃ الاباﷲ العلی العظیم۔

مخالفت توبہ نامہ خود اس "ضروری سوال" سے بھی پیدا **اولاً** اس میں اپنے طرفداروں کے ایک رسالے کی نسبت لکھا تھا کہ "اُس میں سادات کرام وعلمائے عظام کی شان وعظمت کے خلاف الفاظ رکیکہ برتے گئے ہیں واقعی یہ کمال درجے کی بے ادبی میرے طرفداروں سے تو گویا مجھی سے ہوئی میں ﷲ اُن کل حضرات بابرکات سے معافی چاہتا ہوں خواہ حضرات سادات وعلماء اہل سورت خواہ اہل بمبئی خواہ آفاقی "وہاں تو آج کل کے علما کو جو آپ کے طرفداروں نے کچھ الفاظ رکیکہ لکھے اس سے معافی چاہی ور "ضروری سوال" یں خود آپ اکابر سابقین علمائے عظام وفقہائے کرام وسادات فخام مثل امام نووی وامام ابن حجر وامام طیبّی وعلامہ ابن ملک و محقق زین العابدین ابن نجیم ومولٰینا علی قاری مکی وسید علامہ شامی وامثالہم کو معاذاﷲ کذب وبہتان کی طرف نسبت فرمارہے ہیں شاید یہ الفاظ رکیکہ نہ ہوں گے۔

ثانیاً: اس میں لکھا تھا "واللہ باﷲ میں مذاہب اربعہ کو سچے دل سے حق مانتا ہوں" یہاں صراحۃً قنوت فجر کو کہ مذہب امام مالک وامام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہما ہے بدعت وضلالت وفی النار بتایا ادھر قنوت طاعون ووبا کو کذب وبہتان ٹھہرایا، شراح حنفیّہ سے قطع نظر بھی کیجئے تو ائمہ شافعیہ کے یہاں اس کی صریح تصریحیں موجود، اور امام ابن حجر مکی نے خود امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بیان مذہب میں اسے ذکر فرمایا۔

ثالثاً: اسی میں لکھا تھا: "جمہور علماء کا اتباع اختیار کیا اولیائے کرام نذرونیاز عرفی میں جبکہ فقہائے کرام نے تصفیہ کردیا ہے اور مستحسن کررکھا ہے تو ہم انہی کی پیروی کریں یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے لیکن بندہ اپنے پرانے خیالات سے باز آکر اولیاء کی نذرونیاز عربی جوفی زمانناخاصماعوام میں مروج ہے کہ اس کو مستحسن جانتا ہوں سوائے اس کے میری تصانیف میں جوبات خلاف اقوال جمہور علما ہو اس کو واپس لیتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ علمائے کرام کے مخالف کوئی مسئلہ نہیں کہوں گا" اور یہاں نہ ظاہر ارشاد جمیع متون پر اقتصار لیانہ طریقہ مصرحہ جمہور شارحین اختیار کیا، سب کے مخالف مسئلہ لکھ دیا یہ "ضروری سوال" کی مخالفتیں تھیں۔

رابعاً: شرائط بحث میں توصراحۃً اس توبہ کو توڑدیا نذرونیاز عرفی اولیائے کرام قدست اسرارہم جوفی زمانہ مروج ہے ظاہر ہے کہ زمانہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین میں اس پر کوئی نزاع قائم نہ ہوئی نہ اس کا کوئی تصفیہ اس وقت کے فقہائے کرام نے کیا تولاجرم توبہ نامے میں جمہور علمائے متاخرین ہی کی پیروی کو لکھا اور ان کی مخالفت کا عہد کیا تھا اب شرائط ثلثہ کی بحث میں قرون ثلثہ کے متاخرین متقدمین سب کو بالائے طاق رکھ کر صاف لکھ دیا کہ سند دین میں اصول وفروع مسائل میں زمانہ خیر القرون کی ہونی چاہئے یعنی صحابہ وتابعین و

تبع تابعین اور اس پر عمل بھی جاری ہوا **بُوئے وہابیت** پیدا ہونے کو **اوّلاً وثانیاً** ضروری سوال ہی کی وہ تقریریں کہ "یہ ارشاد فقہا کذب و بہتان ہے اور وہ مذہب ائمہ بدعت وضلالت وفی النار ہے" کافی تھیں۔

ثالثاً: مگر شرائط بحث میں توصاف صاف وہی معمولی تقریر وہابیہ کہ "قرون ثلثہ کی سند معتبر ہے" باقی سب باطل صراحۃً لکھ دی اور اس کے ساتھ اور تنگی بڑھادی کہ صحابہ وتابعین کی سند بھی مقبول نہیں جب تک اس پر عمل نہ جاری ہوا ہو یہ باتیں ضرور وہابیت کی ہیں۔

رابعاً: اور شرط لگائی کہ "کوئی مسئلہ کسی کتاب میں بے سند لکھا ہو وہ بغیر اسناد کے تسلیم نہ کیا جائے گا" ہر شخص جانتا ہے کہ کتب فقہیہ متون وشروح وفتاوٰی کسی میں ذکر اسناد نہیں ہوتا تو اس شرط میں صاف بتادی کہ کتب فقہ مہمل و ناقابل عمل ہیں ان کا مسئلہ تسلیم نہ کیا جائے گا، یہ اول نمبر کی وہابیت غیر مقلدی ہے ان وجوہ سے ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ زید اپنی قدیم وہابیت پر باقی ہے **والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔**

بالجملہ ان تمام بیانات جلیلہ سے واضح ہوا کہ "[1]ضروری سوال" کی تحریر ہمارے علمائے کرام کے خلاف ہے۔ وہ [2]سراسر غلطیوں سے بھری ہے، [3]جو اسے صحیح بتائے سخت جاہل و نافہم ہے، [4]ضروری سوال کا مصنف علم دین سے بہرہ نہیں رکھتا، [5]وہ نہ عبارت سمجھ سکتا ہے، [6]نہ ترجمہ کی لیاقت رکھتا ہے پھر مطلب [7]سمجھنا تو بڑا درجہ ہے، [8]وہ خود اپنا لکھا نہیں سمجھتا نہ نافع و مضر میں تمیز کرتا ہے اور [9]اس کے ساتھ کلمات علماء کو بدلنا، گھٹانا، بڑھانا، مغالطہ، عوام کو کچھ کا کچھ مطلب بنانا، علاوہ ہے [10]ایسا بے علم وکج فہم ہر گز فتوٰی دین کی قابلیت نہیں رکھتا نہ اسے فتوٰی پر اعتماد ہو سکتا ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتخذالناس رؤساجھا لا فسئلو فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا[80]۔	لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتوٰی دیں گے آپ بھی گمراہ ہوں گے اوروں کو بھی گمراہ بتائیں گے۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ جو ایسے شخص کے فتوے پر اعتماد کرے گا گمراہ ہو جائے گا "نیز اس کے اقوال وکلمات سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ فقہائے کرام کی شان میں گستاخ ہے ارشادات علماء کو کذب وبہتان بتاتا اور [12]مذہب اہل حق کو ضلالت وفی النار بتاتا اور [13]تمام کتب فقہ کو مہمل وبیکار ٹھہراتا ہے [14]اس نے اپنی توبہ توڑی اور [15]قدیمی وہابیت اب تک نہ چھوڑی مسلمانوں کو اس کی صحبت سے احتراز چاہئے کہ بحکم صحیح گمراہی میں پڑنے کا

[80] صحیح بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰، صحیح مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۳۴۰

اندیشہ ہے ایسی حالت جو اس کی اعانت کرے گمراہی کی بنیاد قائم کرتا ہے ہاں اگر وہ پھر از سر نو ان تمام حرکات سے تائب ہو اور ایک زمانہ ممتد گزرے جس میں اس سے وہ باتیں صادر ہوں جن سے اس کی توبۂ دوم کا برخلاف توبہ اول سچا ہونا ظاہر ہو تو اس وقت اس سے تعرض نہ کیا جائے گا مگر اس کے فتوے پر اعتماد پھر بھی نہیں ہو سکتا کہ اس قدر سے اس کا جہل زائل ہو کر عالم نہ ہو جائے گا لاکھوں عوام سنی المذہب بحمد اللہ ایسے ہیں جن سے تمام عمر میں کبھی کوئی بات بدمذہبی یا گستاخی شان ائمہ وفقہا وکتب فقہیہ کی صادر ہی نہ ہوئی مگر جبکہ وہ بے علم ہیں مفتی نہیں بن سکتے۔ اللہ عزوجل خذلان سے بچائے اور بطفیل خاکپائے بندگان بارگاہ بیکس پناہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم توفیق علم و عمل عطا فرمائے اٰمین اٰمین اٰمین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا واٰلہ صحبہ اجمعین اٰمین۔

واللہ تعالٰی سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ وجل مجدہ اتم واحکم کتبہ محمد ن المعروف بحامد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم۔	اور اللہ تعالٰی پاک وبلند زیادہ علم والا ہے اور اس کا علم اتم اور زیادہ محکم ہے۔ اس کو لکھا محمد المعروف حامد رضا بریلوی نے، اللہ تعالٰی اس کو اپنے پیارے اُمّی نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے معاف فرمائے۔ (ت)

فی الواقع یہ تفصیل کہ قنوت نازلہ جائز ہے مگر اس کا جواز صرف ایک نازلہ سے خاص، باقی اس میں ناجائز، ہمارے ائمہ کرام کا مذہب نہیں، مصنف "ضروری سوال" کی تحریروں سے اس کی جہالت وبطالت صاف ظاہر ہے بیشک ایسے شخص کو مفتی بنانا حلال نہیں، نہ اس کے فتوے پر اعتماد جائز، مجیب سلمہ القریب المجیب نے جو امور بالجملہ میں لکھے ضرور قابل لحاظ و مستحق عمل ہیں مسلمانوں کو ان کی پابندی چاہئے کہ باذنہ تعالٰی مضرت دینی سے محفوظ رہیں۔

وباللہ العصمۃ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	اللہ کی رحمت سے ہی حفاظت ہے اور اللہ تعالٰی سبحانہ، زیادہ علم والا ہے۔ اس کو گنہگار بندے احمد رضا بریلوی نے لکھا اسے حضرت محمد مصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وسیلہ سے معافی ہو۔ (ت)